عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

قیمت ۱۰ روپے

جلد: ۲۹ | ۶ تا ۱۲/ رمضان المبارک ۱۴۳۱ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲/ اگست ۲۰۱۰ء | شمارہ: ۳۱

فرضیت حج کے بعد تاخیر گناہ کبیرہ

پنجاب حکومت کی بدترین قادیانیت نوازی

محمد کی محبت دین حق کی شرط اول ہے

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.com.pk
Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ

بعض مسائل رمضان

عبدالرحمٰن، کراچی

س:...... بوقت افطار دعا کی قبولیت کا وقت کیونکر ہے؟

ج:...... یہ تو ٹھیک ہے کہ افطار کے وقت دعا قبول ہوتی ہے، مگر اس کی وجہ سے افطار میں تاخیر نہ کی جائے۔

س:...... یہ وقت کب شروع ہوتا ہے اور کب تک باقی رہتا ہے؟

ج:...... بس افطار سے دس پندرہ منٹ پہلے کا وقت افطار سے پہلے دعا کا وقت کہلاتا ہے۔

س:......افطار کا وقت ہوجانے پر افطار کرنا افضل ہے یا اس میں تاخیر کرنا بہتر ہے؟

ج:......افطار کا وقت ہوجائے تو افطار کرنا افضل اور تاخیر کرنا مکروہ ہے۔

س:...... یہ بات بھی دیکھی جارہی ہے کہ بعض حفاظ کی طرف سے رمضان کے آغاز سے قبل بینرز آویزاں کردیئے جاتے ہیں کہ ۲۹ ویں شعبان کو رمضان کا چاند نظر آجانے کے باوجود قرآن سننا دوسری تراویح سے ہوگا؟

ج:...... بہت ممکن ہے کہ اس طرح کا ان کا کوئی نظم ہوگا، ورنہ تراویح تو پہلی رمضان سے ہی ہونی چاہئے۔

س:...... کیا رمضان کی پہلی شب کی تراویح کی کوئی فضیلت ہے؟

ج:......اگر کوئی مجبوری ہو، مثلاً حافظ ۲۹ کے چاند ہونے پر گھر سے باہر ہوں تو ایسا کرنا درست ہے، پہلے دن بغیر پارہ کے تراویح پڑھ لی جائے۔

س:......کیا قصداً پہلی شب کی تراویح کو چھوڑ کر دوسرے رمضان کی تراویح سے قرآن کریم کا آغاز کرنا دین کو اپنی خواہش کے تابع کرنا نہیں ہے؟

ج:...... میں نے عرض کیا ہے کسی کی نیت پر شبہ نہ کیا جائے ممکن ہے ان کو عذر ہو تو گنجائش ہے۔

س:......کیا یہ فعل دین میں تحریف نہیں ہے: اس بارے میں دلیل یہ دی جاتی ہے کہ ۲۹ شعبان کو تذبذب رہتا ہے اور دوسری شب سے شروع کرنے میں یکسوئی ہوجاتی ہے؟

ج:......میرے خیال میں یہ تو کوئی وجہ نہیں، کیونکہ تراویح تو چاند ہونے کی صورت میں ہوتی ہے۔

س:......ایسے مجتہدین کے بارے میں کیا حکم ہے؟

ج:...... یہ ان کا اجتہاد شرعی نہیں طبعی ہے۔

ارحم نام نہ رکھا جائے

افروز بانو، کراچی

س:...... جناب میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ ایک صاحب نے اپنے بیٹے کا نام ''اَرْحَم'' رکھا ہے اور اپنی بیٹی کا نام ''الراحمین'' رکھا ہے، کیا یہ نام رکھ سکتے ہیں؟ جناب سے گزارش ہے قرآن وسنت کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں۔

ج:......''ارحیم'' عربی کا لفظ ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام ''رحمٰن'' سے مشتق ہے اور یہ اسم تفضیل یعنی مبالغہ کا صیغہ ہے، جس کے معنی بہت رحمت کرنے والا کے ہیں، اس لئے کسی انسان کا اکیلا نہ رکھا جائے، اسی طرح ''الراحمین'' بھی کسی بچی کا نام نہ رکھا جائے۔

تنخواہ پر زکوٰۃ

آصف محمود، چکوال

س:......آپ سے زکوٰۃ کے دو مسائل پوچھے تھے: (۱) ایک تولہ سونا پر زکوٰۃ ہے؟ (۲) تنخواہ پر زکوٰۃ ہے، اس کے ساتھ یہ تتمہ بھی شامل کرکے اکٹھا جواب دیں۔

ج:...... اگر کسی کے پاس اکیلا ایک تولہ سونا ہے اور اس کے ساتھ چاندی یا نقد نہیں ہے تو اس پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ اسی طرح وہ تنخواہ جو ماہ بماہ خرچ ہوجاتی ہے وہ چونکہ ضرورت سے زائد نہیں ہے اس پر بھی زکوٰۃ نہیں ہے۔

☆☆..............☆☆

ہفت روزہ

ختمِ نبوۃ

مجلس

مجلسِ ادارت

مولانا سعید احمد جلالپوری | صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
علامہ احمد میاں حمادی | مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی
مولانا سید سلیمان یوسف بنوری | مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۲۹ ۶ تا ۱۲/رمضان المبارک ۱۴۳۱ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲/اگست ۲۰۱۰ء شمارہ:۳۱

سرپرست
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

مدیرِ اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیرِ اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا اللہ وسایا

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور راؤ

تزئین و آرائش:
محمد ارشد خرم محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

زکوٰۃ.. اسلام کا اہم ترین رکن	۵	مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ
پنجاب حکومت کی بدترین قادیانیت نوازی	۷	عبدالقدوس محمدی
سرورِ دو عالم کی عظمت و محبت	۹	حضرت مولانا حکیم اختر مدظلہ
رمضان المبارک	۱۱	مفتی محمد اویس ندوی
محمدؐ کی محبت دینِ حق کی شرطِ اوّل ہے	۱۴	مولوی عبدالقیوم
دیارِ حبیبؐ سے دیارِ غیر تک (۶)	۱۸	مولانا نذیر احمد تونسوی شہیدؒ
فرضیتِ حج کے بعد تاخیر: گناہ کبیرہ	۲۱	مفتی عبدالرؤف سکھروی
ختم نبوت کورس پر پابندی عائد کرنے کی جسارت	۲۳	مولانا محمد علی صدیقی
محافلِ حسنِ قرأت، حمد و نعت	۲۶	رپورٹ: مولانا توصیف احمد

زرِ تعاون بیرونِ ملک
امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب،
متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرقِ وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

زرِ تعاون اندرونِ ملک
فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے
چیک - ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت، اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927
الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ (کوڈ: 0159) کراچی پاکستان ارسال کریں۔

بیاد
امیرِ شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیبِ پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہدِ اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظرِ اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
خواجۂ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ
فاتحِ قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مجاہدِ ختمِ نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمانِ ختمِ نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشینِ حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہیدِ اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
مبلغِ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
شہیدِ ختمِ نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سید شاہد حسین مقامِ اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

درسِ حدیث — گزشتہ سے پیوستہ

قیامت کے حالات

کاشانۂ نبوت کی معیشت کا نقشہ

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

اس حدیث میں تین مضمون ہیں:

اول:... آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کا زہد، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے وقت گھر کا اثاثہ معمولی مقدار کے جو کے سوا کچھ نہیں تھا۔

دوم:... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں برکت کا ہونا کہ معمولی مقدار کے جو ایک عرصے تک کھائے جاتے رہے، اس قسم کی برکت کے واقعات حدیث کی کتابوں میں کثرت سے آئے ہیں۔

سوم:... جو کو ناپ لینے کے بعد برکت کا اٹھ جانا، اس قسم کے واقعات بھی احادیث میں کافی ہیں۔ رہا یہ کہ ناپ لینے سے برکت کیوں اٹھ جاتی ہے؟ اس کی حقیقی وجہ تو اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے، البتہ ایک ظاہری سبب یہ نظر آتا ہے کہ جب تک پیائش نہیں کی گئی تھی تب تک تمام اعتماد اللہ تعالیٰ کی ذات عالی پر تھا، اور وہ اپنے خزانۂ غیب سے کھلاتا تھا، لیکن جب ان کو ناپ لیا تو اللہ تعالیٰ شانہٗ پر اس درجے کا اعتماد نہ رہا، بلکہ خود جو کی طرف التفات ہوگیا، اور وہ برکت جو محض اعتماد علی اللہ کی وجہ سے ہورہی تھی، جاتی رہی۔

"حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: مجھے اللہ تعالیٰ کے راستے میں ڈرایا گیا جبکہ کسی شخص کو ڈرایا نہیں جاتا تھا، اور مجھے اللہ تعالیٰ کے راستے میں ایذائیں دی گئیں جبکہ کسی شخص کو ایذا نہیں دی جاتی تھی، اور مجھ پر تیس دن رات ایسی گزری ہیں جن میں میرے اور بلال کے لئے کھانے کی کوئی ایسی چیز میسر نہ تھی جس کو کوئی جگر والا (جاندار) کھاسکے سوائے اس معمولی چیز کے جو بلال کی بغل کے نیچے چھپ جائے۔"

(ترمذی، ج:۲، ص:۷۰)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مکی زندگی میں بہت سے آلام و مصائب کا سامنا کرنا پڑا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رفقاء پر مظالم اور سختیوں کے پہاڑ توڑے گئے، اسی دور کا یہ واقعہ ہے جو اس حدیث میں بیان فرمایا گیا ہے۔ ☆

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قابل تقلید اعمال

ڈاکٹر محمد علی خان

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کے اوقات تین حصوں میں بٹے ہوئے تھے:

☆... ایک حصہ گھر والوں کے ساتھ ہنسنے بولنے اور کام کاج میں ہاتھ بٹانے میں صرف ہوتا۔

☆... ایک حصہ عبادت کے لئے رہتا جو رات کی تنہائی میں نکالا جاتا۔

☆... ایک حصہ استراحت کے لئے تھا جو نماز عشاء کے بعد سے تہجد پڑھ کر فجر سے پہلے تھوڑی دیر لیٹ جاتے۔

روزانہ سونے سے پہلے آنکھوں میں سرمہ لگایا کرتے تھے، کبھی ہر آنکھ میں تین تین بار اور کبھی دو دو بار، کبھی داہنی آنکھ میں تین بار اور بائیں آنکھ میں دو بار۔

جب بستر پر لیٹ جاتے تو دونوں ہاتھ دعا کے انداز میں ملا کر سورۂ اخلاص (قل ھو اللہ) اور معوذتین (قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس) پڑھ کر ہتھیلیوں پر دم فرماتے پھر سر سے پاؤں تک پورے بدن پر پھیر لیا کرتے تھے، یہ عمل تین مرتبہ فرماتے تھے۔

داہنی کروٹ لیٹ کر داہنا ہاتھ رخسار مبارک کے نیچے دے کر اور پاؤں سکیڑ کر سوتے تھے۔

چلتے تھے تو ہمت اور قوت سے پاؤں اٹھاتے اور تیز چلتے گویا اونچائی سے اتر رہے ہوں، چلنے میں نگاہ نیچی رکھتے، آپ کا ہنسنا صرف تبسم ہوتا تھا کسی بھی بات پر آپ صرف مسکرا دیتے تھے۔

آپ کا گریہ اتنا تھا کہ آنکھیں ڈبڈبا آتیں اور آنسو بہہ نکلتے، رونے کی آواز پیدا نہیں ہوتی۔

آپ کی گفتگو لوگوں کی طرح لگاتار جلدی جلدی نہیں ہوتی تھی بلکہ صاف صاف اور ہر مضمون دوسرے سے ممتاز ہوتا تھا، پاس بیٹھنے والے اچھی طرح ذہن نشین کر لیتے تھے، بلاضرورت کلام نہ فرماتے۔

پانی پینے میں تین مرتبہ رک رک سانس لیا کرتے تھے اور یہ فرماتے تھے کہ اس طریقے سے پینا زیادہ خوشگوار اور سیر کرنے والا ہے اور فرمایا کہ پانی چوس چوس کر پیو غٹ غٹ مت پیو۔

کھاتے وقت اکڑوں بیٹھتے یا بایاں پاؤں بچھا کر اور سیدھا پاؤں کھڑا رکھ کر بیٹھتے یا پھر دونوں پاؤں داہنی طرف نکال کر بائیں کولہے پر ٹیک لے کر بیٹھتے، کھانے سے پہلے ہاتھ دھوتے، کھانے کی ابتدا میں بسم اللہ پڑھتے، روٹی کا نوالہ انگوٹھے، کلمہ کی انگلی اور بیچ کی انگلی میں پکڑ کر تناول فرماتے، کھانے کے بعد انگلیوں کو چاٹ لیا کرتے تھے، کھانے سے فارغ ہوتے تو یہ دعا پڑھتے جس کا ترجمہ ہے۔ (تمام تعریف اللہ کے لئے ہے، جس نے ہمیں کھانا کھلایا، پانی پلایا اور ہمیں مسلمان بنایا)۔

جب غسل فرماتے تو سب سے پہلے دونوں ہاتھ دھوتے تھے، پھر بائیں ہاتھ سے استنجا کرتے اور داہنے ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی ڈالتے، پھر وضو کرتے (اسی طرح نماز کے لئے وضو فرمایا کرتے تھے) پھر پانی لیتے اور بالوں کی جڑوں میں انگلیاں ڈال کر وہاں پانی پہنچاتے تھے، یہاں تک کہ جب آپ یہ سمجھتے کہ آپ نے سب میں پوری طرح پانی پہنچا لیا ہے تو دونوں ہاتھ بھر بھر کر تین مرتبہ پانی اپنے سر کے اوپر ڈالتے تھے۔ اس کے بعد سارے بدن پر پانی بہاتے اور پھر دونوں پاؤں دھوتے۔ ☆☆

اداریہ

مولانا محمد اعجاز مصطفی

زکوٰۃ

اسلام کا اہم ترین رکن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

زکوٰۃ اسلام کا اہم ترین رکن ہے۔قرآن کریم میں بار بار اس کی ادائیگی کی تاکید آئی ہے،آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ کی فرضیت،اہمیت،فوائد اور اس کی تشریح وتفصیل اپنے کئی ارشادات میں بیان فرمائی ہے۔قرآن کریم میں ارشاد خداوندی ہے:

”جو لوگ سونا اور چاندی کا ذخیرہ جمع کرتے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے،انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری سنادو،جس دن اس سونے اور چاندی کے خزانوں کو جہنم کی آگ میں تپاکر ان کے چہروں،ان کی پشتوں اور ان کے پہلوؤں کو داغا جائے گا(اور ان سے کہا جائے گا کہ)یہ تھا تمہارا مال جو تم نے اپنے لئے جمع کیا تھا،پس اپنے جمع کئے کی سزا چکھو۔“

(التوبہ:۳۴،۳۵)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے:(۱)اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں،(۲)نماز قائم کرنا،(۳)زکوٰۃ ادا کرنا،(۴)بیت اللہ کا حج کرنا،(۵)رمضان المبارک کے روزے رکھنا۔ (مشکوٰۃ ص:۱۲بحوالہ بخاری ومسلم)

ایک حدیث میں ہے:

”تمام مومن ایک آدمی کی مانند ہیں،اگر آدمی کی آنکھ میں تکلیف ہوتی ہے تو پورا جسم تکلیف محسوس کرتا ہے اور اگر اس کے سر میں تکلیف ہوتی ہے تو پورا بدن تکلیف میں ہوتا ہے۔“ (مشکوٰۃ ص:۴۲۲بحوالہ صحیح مسلم)

گویا مسلم معاشرہ ایک اکائی ہے اور معاشرے کے تمام افراد اس کے اعضا ہیں،ان سب کا دکھ،درد،تکلیف وراحت،عیش وآرام،امن وسکون ایک دوسرے کے ساتھ جڑا ہوا ہے۔

صدقات واجبہ اور زکوٰۃ کی ادائیگی سے امیر وغریب کا فرق،ایک دوسرے سے بغض،حسد،تکبر اور بُعد ودوری ختم ہوتی ہے،امیر کے دل میں غریب کے لئے ہمدردی اور جذبہ ترحم پیدا ہوتا ہے اور غربت کے دل میں امیر کے لئے محبت اور شکر کے جذبات پیدا ہوتے ہیں اور یہ ہمدردی ایسا عمدہ وصف ہے کہ جس

کے اپنانے سے انسانی معاشرہ میں بے چارگی، غریب وافلاس، بھوک، فقر وفاقہ، تنگدستی وزبوں حالی ختم ہوتی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب حضرت معاذؓ کو یمن کا گورنر بنا کر بھیج رہے تھے تو آپؐ نے انہیں ہدایات دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''...ان اللّٰہ قد فرض علیھم صدقۃ تؤخذ من اغنیائھم فترد علی فقرائھم...'' (مشکوٰۃ، ص:۱۵۵)

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ نے ان کے مالوں میں زکوٰۃ فرض کی ہے، ان کے اغنیاء سے زکوٰۃ لی جائے اور ان کے فقراء پر خرچ کی جائے۔''

مال جہاں انسانی معیشت کی بنیاد ہے، وہاں انسانی اخلاق کے بنانے اور بگاڑنے میں بھی اس کا گہرا دخل ہے۔ بعض مرتبہ مال کا ہونا انسان کو غیر اخلاقی وغیر انسانی حرکات پر آمادہ کرتا ہے اور بعض مرتبہ مال کا نہ ہونا انسان کو چوری، ڈکیتی، بے حیائی اور بدکاری جیسے گناہوں اور قبیح حرکات پر مجبور کر دیتا ہے۔ کبھی غربت وافلاس، تنگدستی وبدحالی کی بنا پر ایک انسان اپنی زندگی سے ہاتھ دھو لینے کا فیصلہ کر بیٹھتا ہے اور کبھی معاشی پریشانی سے تھک ہار کر اپنے دین وایمان کا سودا کر لیتا ہے، اسی بنا پر ایک حدیث میں فرمایا گیا: ''کاد الفقر ان یکون کفرا'' یعنی فقر وفاقہ انسان کو قریب قریب کفر کے پہنچا دیتا ہے۔

یہ تمام غیر انسانی اور غیر اخلاقی حرکات فقر وفاقہ سے جنم لیتی ہیں، صدقات واجبہ اور زکوٰۃ کے ذریعہ خالق کائنات نے ان برائیوں کے سدباب کا بھی انتظام فرمایا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''جس شخص نے زکوٰۃ ادا کر دی، اس نے اپنے مال سے شر کو دور کر دیا۔'' (کنز العمال، حدیث نمبر ۱۵۷۷۵)

ایک اور حدیث میں ہے:

''اپنے مالوں کو زکوٰۃ کے ذریعہ محفوظ کرو، اپنے بیماروں کا صدقے سے علاج کرو اور مصائب کے طوفانوں کا دعا وتضرع سے مقابلہ کرو۔'' (سنن ابی داؤد)

ضرورت اس بات کی ہے کہ صاحب حیثیت اور مالدار حضرات اپنے اپنے حلقہ میں جو خاندان معاشی طور پر کمزور ہوں اس کو مالی سہارا دے کر ان کی مدد کریں، جو نوجوان بے روزگار ہوں، ان کو روزگار مہیا کرنے میں انہیں مدد دیں، کسی گھر میں نوجوان بیٹی ماں باپ کی ناداری کی وجہ سے بن بیاہی بیٹھی ہو تو اس کے ہاتھ پیلے کرنے کا انتظام کریں، کسی کو سر چھپانے کے لئے مکان کی ضرورت ہو تو اسے چھت مہیا کی جائے، کوئی علاج سے محروم ہو تو اس کے علاج معالجہ کا بندوبست کیا جائے۔ الغرض کوئی مسلمان مرد، عورت ایسا نہ رہے جو خوراک، پوشاک، مکان، تعلیم اور علاج معالجہ جیسی بنیادی ضروریات سے محروم ہو۔

ایسے ہی تمام مسلمانوں کا مشترکہ اثاثہ اور جماعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت جو اپنے مسلمان بھائیوں کے ایمان اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کا کام مختلف انداز اور جہات سے کرتی ہے اپنے مسلمان بھائیوں کی فلاح وبہبود جیسی سماجی خدمات بھی اپنے محدود وسائل میں رہتے ہوئے پورا کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ مجلس کے زیر اہتمام کئی ایک شعبہ جات تبلیغ واقامت دین اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کرنے کے لئے جاری ہیں، جن میں ۱۳ دینی مدارس، شعبہ تالیف وتصنیف، لٹریچر کی اشاعت اور فری تقسیم، سالانہ رد قادیانیت کورس، ختم نبوت کانفرنسیں، ہفت روزہ ختم نبوت، ماہانہ لولاک، انٹرنیٹ کے ذریعے قادیانیت کا تعاقب، ختم نبوت خط وکتابت کورس اور ختم نبوت کوئز پروگرام جیسے کئی مثالی کام جاری وساری ہیں۔

تمام قارئین اور مسلمان بھائی خود بھی اور اپنے حلقہ احباب کو متوجہ کر کے اپنی جماعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مالی شعبہ میں مدد اور تعاون کر کے اس کاز اور مشن کو آگے بڑھانے میں اپنا کردار ادا کریں۔

وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

پنجاب حکومت کی بدترین قادیانیت نوازی

عبدالقدوس محمدی

ہم سمجھتے تھے کہ پاکستان مسلم لیگ (ن) کے سربراہ میاں محمد نواز شریف نے سبقت لسانی سے قادیانیوں کو ''بھائی'' قرار دیا ہے اور وقت کے ساتھ ساتھ بات آئی گئی ہو جائے گی لیکن افسوس کہ ایسا نہ ہوسکا اور ابھی تک میاں صاحب کے بیان کے ''آفٹر شاکس'' محسوس کیے جا رہے ہیں۔ چناب نگر میں سالانہ رد قادیانیت کورس پر پابندی عائد کرنے کی ناکام کوشش کو بھی میاں صاحب کے اسی بیان کی ''آفٹر شاک'' قرار دیا جا رہا ہے۔ یوں محسوس ہوتا ہے جیسے مسلم لیگ (ن) کی پنجاب حکومت نے قادیانیوں کو کھل کر کھیلنے کا موقع فراہم کرنے اور قادیانیت نوازی کی تمام حدیں عبور کرنے کا تہیہ کر رکھا ہو۔

لاہور میں قادیانی عبادت گاہوں پر حملوں کے بعد قادیانیوں نے جس طرح جارحانہ اور باغیانہ انداز اختیار کیا، اس کے سب سے زیادہ اثرات چناب نگر میں دیکھے اور محسوس کیے جا سکتے ہیں۔ ایک معاصر میں شائع ہونے والی برادرم سیف اللہ خالد کی رپورٹ کے مطابق قادیانیوں نے عام شاہراہوں پر رکاوٹیں کھڑی کر کے لوگوں کے لئے آزادی سے نقل و حرکت کو مشکل بنا دیا ہے۔ اس سے بھی عجیب بات یہ ہے کہ پولیس ناکوں پر مسلح قادیانیوں کو تعینات کر دیا گیا ہے اور انہوں نے چناب نگر میں آباد مسلمانوں کا جینا دوبھر کر رکھا ہے۔ قادیانی ہرکارے مسلح گشت کے ذریعے مسلمانوں کو ہراساں کرتے ہیں، یوں مسلمانوں کو آمد ورفت میں شدید مشکلات سے دوچار کر دیا گیا ہے اور قادیانیوں کی نجی ملیشیا کے گماشتے ہر طرف من مانی کرنے لگے ہیں۔ بعد ازاں چناب نگر سے جنگی مشقوں کی تشویشناک اطلاعات آنے لگیں اور معلوم ہوا کہ قادیانیوں کی جنگی مشقوں، اندھا دھند فائرنگ اور گولہ باری سے پورا علاقہ لرز اٹھا اور لوگوں کا چین و سکون غارت ہو کر رہ گیا ہے۔ اسی اثنا میں خبر آئی کہ مجلس احرار اسلام کے مولانا انور مجاہد اپنے اہل خانہ سمیت چنیوٹ جا رہے تھے کہ قادیانیوں نے ان پر فائرنگ کر دی اور وہ بڑی مشکل سے بچ نکلے۔

تسلسل کے ساتھ پیش آنے والے ان واقعات کے بعد اب قادیانیوں کی دیدہ دلیری میں اس حد تک اضافہ ہو چکا ہے کہ انہوں نے گزشتہ ۲۰، ۲۲ سال سے مسلم کالونی چناب نگر کے مرکز ختم نبوت میں جاری سالانہ ''رد قادیانیت وعیسائیت کورس'' پر پابندی کا فیصلہ کروا لیا۔ قادیانیوں کی ایما پر پولیس اہلکاروں نے مرکز ختم نبوت کے ذمہ داران، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے قائدین اور تشنگان علوم نبوت کو ہراساں کرنے کی کوشش کی اور امن و امان کا بہانہ بنا کر فی الفور کورس ختم کرنے کے احکامات صادر کیے۔

یاد رہے کہ یہ ساری مشق ایک ایسے وقت کی گئی جب مہینہ پہلے ملک بھر میں کورس کے اشتہارات لگائے گئے۔ ماہنامہ ''لولاک'' اور ہفت روزہ ''ختم نبوت'' میں تسلسل سے اشتہارات شائع ہوتے رہے، کورس کے حوالے سے مکمل انتظامات کیے جا چکے، تشنگان علوم نبوت دور دور سے آ کر کورس میں شریک بھی ہو چکے، کورس کا باقاعدہ آغاز بھی کر دیا گیا تھا، اس کے بعد اچانک انتظامیہ کو امن و امان کی فکر لاحق ہوئی اور انہوں نے مرکز ختم نبوت پر یلغار کر دی۔ مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی اور موقع پر موجود دیگر حضرات نے انتظامیہ کو قائل کرنے کی کوشش کی کہ یہ کورس یہاں برسوں سے جاری ہے، یہ خالصتاً ایک تعلیمی اور فکری سرگرمی ہے، جس کی وجہ سے آج تک کبھی امن و امان کا مسئلہ نہیں بنا، آج تک کوئی بدمزگی نہیں ہوئی، کسی قادیانی کو کورس کے شرکا کی طرف سے کانٹا تک نہیں چبھا لیکن انتظامیہ اور پولیس اہلکار اس کے باوجود اس بات پر مصر رہے کہ کورس بہرحال ختم کرنا ہوگا، کیونکہ ہمیں اوپر سے آرڈر ہیں۔ اس موقع پر پولیس نے گرفتاری کی دھمکی دی تو کورس کے منتظمین نے کہا: ''کوئی مسئلہ نہیں، گرفتاریاں اور جیلیں ہمارے اکابر کی روایت ہیں، ہم جیل میں جا کر اپنا کورس مکمل کر لیں گے۔'' یوں وہ اپنا سا منہ لے کر واپس لوٹ گئے۔

چناب نگر کے سالانہ کورس پر پابندی کی یہ خبر جب ملک بھر کے عاشقان مصطفیٰ تک پہنچی تو ہر طرف تشویش و اضطراب کی لہر دوڑ گئی، مختلف علاقوں میں اجلاس، مظاہرے اور دیگر احتجاجی سلسلے شروع ہو گئے۔ لوگوں نے پنجاب حکومت کی بدترین قادیانیت نوازی کو آڑے ہاتھوں لیا۔ اس موقع پر وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے جنرل سیکرٹری مولانا محمد حنیف جالندھری نے اپنے روایتی انداز میں ہوم سیکرٹری پنجاب سے رابطہ کر کے سخت الفاظ میں

احتجاج ریکارڈ کروایا، جس کے نتیجے میں ہوم سیکریٹری کورس جاری رکھنے کی یقین دہانی کروانے پر مجبور ہوگئے، تاہم انہوں نے امن وامان کے حوالے سے مولانا محمد حنیف جالندھری سے شخصی اور ذاتی ضمانت لینے کے بعد یہ یقین دہانی کروائی۔

یوں وقتی طور پر تو اگرچہ کورس پر پابندی کا قضیہ حل ہوا اور یہ پابندی ہٹائی گئی، لیکن پنجاب میں قادیانیوں کی سرگرمیوں، حکومتی پشت پناہی اور قادیانی دہشت گردی کی وجہ سے تشویش واضطراب کی جو لہر ہے، وہ تاحال ختم نہیں ہوپائی۔ پہلے پنجاب میں گورنر سلمان تاثیر اور ان کے رفقا کی قادیانیت نوازی کا چرچا تھا، گورنر پنجاب کبھی انسداد توہین رسالت کے قانون کو نشانہ بناتے اور کبھی قادیانیت نوازی میں ”مدعی سست، گواہ چست“ کا مصداق بن جاتے لیکن اب شدید اختلافات کے باوجود مسلم لیگ (ن) کی حکومت اور گورنر سلمان تاثیر قادیانیت نوازی اور کارکنان ختم نبوت کو پریشان وہراساں کرنے کے معاملے پر متحد ومتفق ہیں اور یوں ”یک نہ شد دو شد“ والی صورت حال بن گئی ہے۔

پنجاب میں قادیانی سرگرمیوں کے حوالے سے تازہ ترین صورت حال صرف اسلامی، مذہبی اور تاریخی نقطۂ نظر سے ہی نہیں، بلکہ ملکی سالمیت کے حوالے سے بھی انتہائی تشویشناک مرحلے میں داخل ہوچکی ہے۔ گورنر سلمان تاثیر اپنے پس منظر اور مخصوص مزاج کی وجہ سے قادیانیت نوازی کا ارتکاب کرتے ہیں، میاں برادران اپنی لندن میں موجود پراپرٹی اور اثاثوں کے تحفظ کے لئے قادیانیوں کی خوشنودی حاصل کرنے پر مجبور ہیں لیکن سوال یہ ہے کہ قومی سلامتی کے ادارے اس صورت حال میں کیوں خاموش تماشائی کا کردار ادا کررہے ہیں؟ کیا قادیانیوں کی جانب سے چناب نگر کو نوگوایریا قرار دینے سے حکومت کی رٹ چیلنج نہیں ہوتی؟ کیا قادیانیوں کی جنگی مشقوں، اندھا دھند فائرنگ اور اسلحے کے ذخیرے سے ملکی استحکام خطرے سے دوچار نہیں ہوتا؟ کیا قادیانیوں کی طرف سے مسلمانوں پر فائرنگ کے نتیجے میں امن وامان کو کوئی خطرلاحق نہیں ہوتا؟ کیا قادیانیوں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے علم کے چراغ گل کرنے، بچوں کے ہاتھوں سے قلم، کتابیں چھیننے سے نفرتیں جنم نہیں لیں گی؟ سلمان تاثیر اور میاں برادران نے اگر ان سوالات پر غور نہ کرنے کا تہیہ کرکے آپس میں گٹھ جوڑ کرلیا تو کیا قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا کارنامہ سرانجام دینے والے قائد عوام کی پیپلز پارٹی اور وفاق حکومت بھی خاموش تماشائی بنی رہے گی؟

قومی سلامتی کے اداروں اور حب الوطنی کے دعویداروں کو کیا ہوا کہ وہ بھی چپ چاپ کھڑے ہیں۔ تاریخ کے اس نازک موڑ پر جب منفی قوتیں پاکستان کے حصے بخرے کرنے پر تلی بیٹھی ہیں، ایسے میں ایک ایسا گروہ جس نے آج تک صدق دل سے پاکستان کے وجود کو تسلیم نہیں کیا، جو اکھنڈ بھارت کا نظریہ رکھتا ہے، جو اپنے مردے پاکستان میں امانتاً دفن کرتا ہے، جس کے کارکنان اسرائیلی فوج کا حصہ ہیں، جس نے تل ابیب میں اپنا مرکز قائم رکھا ہے، جس گروہ نے استعماری قوتوں کے مقاصد کی تکمیل کو اپنا نصب العین بنا رکھا ہے ان کو اتنی کھلی چھٹی دینا کہ وہ اسلحہ ذخیرہ کریں، جنگی مشقیں کریں، پاکستان میں نوگو ایریا بنائیں، نہتے مسلمانوں پر فائرنگ کریں، پھر بھی ان کی ناز برداری کے لئے علم کے دروازے بند کئے جائیں یہ سب کچھ کتنا خطرناک ہے، اس کا فیصلہ کرنا زیادہ مشکل نہیں۔ یاد رکھئے! لمحوں نے خطا کی تو صدیوں نے سزا پائی۔

(روزنامہ اسلام کراچی، ۳۱/جولائی ۲۰۱۰ء)

چناب نگر کورس پر پابندی کسی صورت میں برداشت نہیں کی جائے گی

تحریک ختم نبوت کے کارکن چناب نگر کو ”نوگوایریا“ نہیں بننے دیں گے: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

ملتان..... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہنماؤں مولانا عبدالمجید لدھیانوی، مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر، مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اکرم طوفانی، مولانا صاحبزادہ عزیز احمد، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا محمد اعجاز اور مولانا قاضی احسان احمد نے ایک مشترکہ اخباری بیان میں کہا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام عرصہ بیس پچیس سال سے چناب نگر میں ”ردقادیانیت وعیسائیت“ کے نام سے ریفریشر کورس منعقد ہورہا ہے۔ جس میں تمام مکاتب فکر کے علماء کرام، مدارس عربیہ کے طلبہ واساتذہ، اسکولوں، کالجوں، یونیورسٹیوں کے طلبہ اور دیگر شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے نوجوانوں کو عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت وفضیلت، حیات مسیح علیہ السلام، حیات النبیؐ، اتحاد بین المسلمین کے اہم عنوانات پر لیکچرز دیتے ہیں۔

امسال مورخہ ۱۷رجولائی سے یہ ریفریشر کورس پرامن طریقہ سے جاری ہے۔ جس کے سیکورٹی اور دوسرے انتظامات مجلس کے نوجوان رضاکاروں نے سنبھالے ہوئے ہیں۔ کورس شروع ہونے کے دس روز بعد چنیوٹ انتظامیہ مرزائیوں کو خوش کرنے کے لئے اس کورس پر پابندی عائد کرکے چناب نگر کو ”نوگوایریا“ بنانے پر تلی ہوئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ تحریک ختم نبوت کے رضاکار کسی صورت میں یہ پابندی برداشت نہیں کریں گے اور نہ ہی چناب نگر کو ”نوگوایریا“ بننے دیں گے۔ انہوں نے کہا کہ گورنمنٹ قادیانیت نوازی چھوڑ کر اسلامیان پاکستان کے عقائد اور جذبات کا احترام کرے۔

سردار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت ومحبت

حضرت مولانا حکیم محمد اختر مدظلہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے:

''ورفعنالک ذکرک''

ترجمہ: ''اے رسولؐ! ہم نے آپ کا نام بلند کردیا۔''

یہ نہیں فرمایا کہ بلند کردیں گے بلکہ فرمایا کہ بلند کردیا۔ وعدہ نہیں ہے کہ آئندہ بلند کردیں گے، اس کا انتظار کیجئے، انتظار کی تکلیف ہم آپ کو نہیں دینا چاہتے، کیا کوئی اپنے محبوب کو کوئی تکلیف دیتا ہے؟ نہیں... اس لئے فرمایا: ''ورفعنالک ذکرک'' ازل سے ہی ہم نے آپ کا نام بلند کردیا۔ صحابہ کرامؓ نے پوچھا کہ اس کی تفسیر کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''اذا ذکرت ذکرت معی''

(حدیث قدسی)

ترجمہ: ''جب میرا ذکر کیا جائے گا تو آپ کا ذکر بھی کیا جائے گا، میرے نام کے ساتھ آپ کا نام بھی لیا جائے گا۔''

حکیم الامت مجدد ملت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ اس آیت کا ترجمہ یوں فرماتے ہیں:

''ہم نے آپ کی خاطر آپ کا آوازہ بلند کیا۔''

یعنی اکثر جگہ شریعت میں اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ آپ کا نام مبارک ملایا گیا ہے، جیسے خطبہ میں، تشہد میں، نماز میں، اذان میں اور اقامت میں۔

ایمان بالرسالت توحید کا لازمی جزو ہے:

مذکورہ بالا آیت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کیسی عظمت شان ظاہر ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ میرے نام کے ساتھ اے رسول آپ کا نام بھی آئے گا، پس اگر کوئی شخص ایک کروڑ مرتبہ اللہ کا نام لے اور آپ کا نام نہ لے... ''لا الہ الا اللہ'' کہے لیکن ''محمد رسول اللہ'' نہ کہے، یعنی اللہ پر ایمان لائے مگر رسول اللہ پر ایمان نہ لائے تو اس کی توحید قابل قبول نہیں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا، رسالت کی تعظیم اور تصدیق توحید کے لئے ضروری ہے۔ جب اللہ کی عظمت بیان کی جائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت بھی بیان کی جائے تب توحید کامل ہوتی ہے، یعنی عظمت اللہ اور عظمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں کی تصدیق کا نام توحید ہے۔ اللہ کی عظمت کی دلیل ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی جائے۔

جتنا بڑا ملک ہوتا ہے اس کا سفیر اتنا ہی بڑا ہوتا ہے۔ دیکھئے اگر امریکا کا سفیر آجائے تو دنیوی حکومتوں میں زلزلہ مچ جاتا ہے، سب لوگ ڈر جاتے ہیں کہ کہیں اس کے خلاف کوئی کام نہ کرو اور یہ تو محض دنیاوی عزت ہے کہ ملک بڑا ہے، یہ کوئی عزت نہیں ہے، محض دنیاداری ہے لیکن اس مثال سے معلوم ہوا کہ ملک کی عظمت سے سفیر کی عظمت ہوتی ہے۔

رسول: اللہ کا سفیر ہوتا ہے، پس جب اللہ عظیم الشان ہے تو ثابت ہوا کہ اللہ کا رسول بھی عظیم الشان ہے اور یہ بات سو فیصد یقینی ہے کہ اگر کوئی عمر بھر ''لا الہ الا اللہ'' پڑھتا رہے اور ''محمد رسول اللہ'' نہ کہے، یعنی آپ کی رسالت پر ایمان نہ لائے تو علماء امت کا اتفاق ہے کہ اس کا ٹھکانہ جہنم ہے، کیونکہ ''لا الہ الا اللہ'' تو اس نے مانا لیکن محمد رسول اللہ تسلیم نہیں کیا جب کہ اللہ تعالیٰ ہی کا حکم ہے: ''آمنوا باللہ ورسولہ''... یعنی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ....

اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات پر ایمان لانے کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا لازم کردیا، پس جس نے رسالت کا انکار کیا، اس نے اللہ کے حکم کا انکار کیا... اس لئے منکر رسالت کافر ہے۔ عظمت رسالت کا انکار اللہ کا انکار ہے، اسی کو مولانا شاہ محمد احمد صاحب پرتاب گڑھی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اللہ کا انکار ہے انکار محمدؐ
اقرار ہے اللہ کا اقرار محمدؐ

جب کوئی موذن ''اشھد ان لا الہ الا اللہ'' کہے گا تو: ''اشھد ان محمد رسول اللہ'' بھی کہے گا۔ ایک شاعر کہتا ہے:

''اب مرا نام بھی آئے گا ترے نام کے ساتھ''

یہ ہے عاشقوں کی عزت، عاشقوں کو اللہ نے یہ درجہ دیا ہے، اللہ اپنے عاشقوں کو عزت دیتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا اللہ کا عاشق کوئی نہیں ہوسکتا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں اللہ کے سب سے بڑے عاشق ہیں، آپ جیسا عاشق ہونا ناممکن ہے، آپ جیسا اللہ کا عاشق نہ کوئی ہوا نہ ہے اور نہ قیامت تک ہوگا۔ آپ کی بے مثل شان عشق اس حدیث سے ظاہر ہے:

''حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ میں یہ محبوب رکھتا ہوں کہ میں اللہ کے راستہ میں قتل کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں۔''

سبحان اللہ! جان پاک رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیسا عشق تھا کہ اللہ کے راستہ میں بار بار شہادت کی تمنا فرمارہے ہیں جبکہ آپ سید الانبیاء ہیں، اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام خلائق میں آپ سب سے زیادہ پیارے ہیں۔

حضور ﷺ کی عظمت شان

دنیوی حکومتوں کا سفیر اس ملک کے بادشاہ کا نمائندہ، ترجمان اور امین ہوتا ہے، سفیر کی زبان بادشاہ کی زبان ہوتی ہے، اسی طرح پیغمبر اللہ کا سفیر ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے سفیر ہیں، اس لئے آپ کا فرمان اللہ کا فرمان ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''اور نہ وہ اپنی نفسانی خواہش سے باتیں بناتے ہیں بلکہ ان کا ارشاد خالص وحی ہے جو ان پر بھیجی جاتی ہے۔'' (النجم)

معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم اللہ ہی کا حکم ہے، اس میں فرق کرنے والا یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کو اللہ کے فرمان سے الگ سمجھنے والا دراصل آپ کے ارشادات کا انکار کرنے والا ہے اور آپ کے ارشادات کا انکار کرنے والا ایمان سے خارج ہے، اسی لئے اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں اہل ایمان سے فرماتے ہیں:

''وما اتکم الرسول فخذوہ وما نھکم عنہ فانتھوا'' (الحشر)

ترجمہ: ''ہمارا رسول تمہیں جو کچھ دے، اسے سرآنکھوں پر رکھو اور جس چیز سے روک دے، اس سے رک جاؤ۔''

اس کی تفسیر حضرت حکیم الامت مجدد ملت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے بیان القرآن میں یوں کی ہے: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ: ''رسول تم کو جو کچھ دے دیا کریں وہ لے لیا کرو اور جس چیز سے تم کو روک دیں تم رک جایا کرو۔'' (اور یہی حکم ہے افعال و احکام میں بھی)۔

آپ کی عظمت شان کی معرفت

اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ: اے لوگو! میرے رسول کی جلالت شان کو تھوڑا سا سمجھنے کے لئے تمہیں اتنا ہی کافی ہے کہ تم جان لو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرے رسول ہیں، جتنا عظیم میں ہوں، اسی سے میرے رسول کی عظمت کو پہچانو۔ بادشاہ کی عظمت سے سفیر کی عظمت ہوتی ہے، میں تو رب العالمین ہوں، احکم الحاکمین ہوں، سلطان السلاطین ہوں، اس سے میرے رسول کی عظمت کو پہچانو لیکن جس طرح تمہاری عقل و فہم وادراک میری عظمتوں کا احاطہ نہیں کرسکتے، اسی طرح میرے رسول کی عظمتوں کا تم کیا احاطہ کروگے؟ میرے رسول کے انوار نبوت کو بلاواسطہ دیکھنے سے تمہاری آنکھیں قاصر ہیں، لہٰذا میرے رسول کے انوار کو والذین معہ میں دیکھو یعنی ان لوگوں کے اندر دیکھو جن پر میرے رسول کے نور کا عکس پڑ گیا ہے، جو لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پھول کی خوشبو میں بسائے گئے ہیں ان میں میرے نبی کی خوشبو سونگھو کہ جن کے شاگردوں کی یہ شان ہے تو استاد کی کیا شان ہوگی؟

عظمت رسالت کا منکر جہنمی ہے

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو کیا شے دی ہے؟ علمائے امت کا اجماع ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بعد آپ ہی کا درجہ ہے، لہٰذا جو اللہ تعالیٰ کے نام پر قربان ہو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نہ قربان ہو تو پھر اس کی کیا قربانی ہے؟ کوئی اللہ پر قربان ہونے پر آمادہ ہے، شہادت کے لئے تیار ہے، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اس کے دل میں نہیں ہے تو جہنم میں جائے گا، اس لئے عظمت رسالت بھی ایمان کے لئے لازمی ہے۔

بعض لوگ شہید ہونے کے لئے تیار ہیں لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور محبت میں کمی ہے جس کی دلیل ہے کہ سنت کی اتباع نہیں کرتے، گناہوں سے نہیں بچتے تو یہ دلیل ہے کہ ان کے دل میں اللہ کی عظمت میں بھی کمی ہے۔ عظمت رسول اور عظمت اللہ کی دلیل یہ ہے کہ جس کے دل میں اللہ کی عظمت کی جس قدر عظمت ہوگی اسی قدر اس کے دل میں رسول کی عظمت بھی ہوگی۔ جس کے دل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت نہیں، اس کے دل میں اللہ کی بھی عظمت نہیں ہے۔ رسالت کا منکر اللہ کا منکر ہے، اس لئے جہنمی ہے۔

حضور ﷺ کی بے مثل محبوبیت

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں بہت سے انبیاء علیہم السلام کی تعریف وتوصیف اور اعزاز واکرام فرمایا، مثلاً آدم علیہ السلام کے لئے فرشتوں کو سجدہ کا حکم دیا لیکن کسی حکم اور کسی اعزاز واکرام میں یہ نہیں فرمایا کہ میں بھی یہ کام کرتا ہوں تم بھی کرو۔ یہ اعزاز صرف ہمارے پیارے نبی سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خاص ہے کہ درود شریف کی نسبت پہلے اپنی طرف فرمائی اور پھر فرشتوں کی طرف کرنے کے بعد اہل ایمان کو حکم دیا کہ اے مسلمانو! تم بھی میرے نبی پر درود بھیجو، جس تجارت میں بادشاہ کا حصہ بھی ہو اس تجارت میں خسارہ ہوسکتا ہے؟ وہ بزنس گھاٹے میں جاسکتی ہے؟ درود شریف بھیجنا اللہ کا کام ہے اور فرشتوں کا کام ہے، اس میں اپنا حصہ لگالو، یہ تجارت لن تبور ہے یعنی اس میں خسارہ ہے ہی نہیں۔ ☆☆☆

رمضان المبارک

مفتی محمد اویس ندوی

زمان ومکان کے مختلف حصوں کو اپنے انوار خاص کا مرکز بنانے والے پروردگار نے ازراہ بندہ نوازی تمام سال کے اندر ایک ایسا مبارک مہینہ رکھا ہے، جس کی برکت اور نورانیت روز روشن کی طرح عیاں ہے، یہ رمضان کا مہینہ ہے جس کے آتے ہی عالم بالا کے اہتمام وانتظام کا عجیب حال ہوتا ہے، جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں، جہنم کے دروازے بند ہوجاتے ہیں، شیاطین مقید کردیے جاتے ہیں، پکارنے والا پکارتا ہے:

"اے نیکی کی چاہنے والے آگے بڑھ
اور اے بدی کرنے والے بدی سے رک جا۔"

جنت تمام سال اس ماہ مبارک کے لئے سنورتی ہے، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس نے اس مہینہ میں ایک نفل نیکی کی گویا اس نے دوسرے زمانے میں ایک فرض ادا کیا اور جس نے دوسرے زمانے میں ایک فرض ادا کیا گویا اس نے اور زمانے میں ستر فرض ادا کئے، یہ مہینہ صبر کا ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے، یہ مہینہ غمخواری کا ہے، اس ماہ میں مومنوں کے رزق میں برکت دی جاتی ہے، اس مہینہ کا پہلا عشرہ رحمت ہے، دوسرا عشرہ مغفرت ہے اور تیسرا عشرہ جہنم سے آزادی ہے۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم تھا کہ شعبان کے چاند کا خیال رکھو رمضان کے لئے۔ (ترمذی)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ذات رسالت مآب (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ماہ مبارک کا کس قدر انتظار رہتا تھا۔

صحیح روایات میں ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شعبان کے مہینہ میں کثرت سے روزے رکھتے تھے، شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ لمعات میں ان روزوں کی حکمت یہ بیان فرماتے ہیں:

"ماہ رمضان المبارک کے برکات قبول کرنے کی زائد صلاحیت پیدا کرنے کے لئے یہ روزے رکھے جاتے تھے۔"

شرح سفر السعادات میں فرماتے ہیں:

"بعض لوگ کہتے ہیں کہ ماہ شعبان میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روزوں کی کثرت کی وجہ یہ تھی کہ رمضان کے مہینے کی لذت وحلاوت بڑھ جائے۔"

الغرض گیارہ مہینے کے صبر اور انتظار کے بعد مبارک مہینہ پھر ہمارے درمیان جلوہ افروز ہوا ہے، کاش ان مبارک دنوں اور راتوں کی ہم قدر کرتے، ان کے حقوق ادا کرتے، کیا خبر دوبارہ اس مہمان عزیز سے ہماری ملاقات ہو نہ ہو، پھر کیوں نہ جی بھر کے اس کا اعزاز واکرام کیا جائے اور کیوں نہ اس کی برکات سے نفع اٹھایا جائے۔

اس ماہ کی مخصوص عبادتیں: روزہ، تراویح، شب قدر کی فکر وتلاش اور اعتکاف ہیں، ان میں مشترک طور پر ایک بنیادی بات قابل توجہ ہے، پہلے اس کو سمجھ لیا جائے اس کے بعد دوسری باتوں کے متعلق عرض کیا جائے گا۔

بخاری ومسلم میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: جس نے رمضان کے روزے یقین اور احتساب کے ساتھ رکھے، اس کے پچھلے گناہ معاف کئے گئے، جس نے یقین واحتساب کے ساتھ رمضان کی راتوں میں (تراویح) پڑھی، اس کے پچھلے گناہ معاف کئے گئے، جس نے شب قدر میں یقین اور احتساب کے ساتھ قیام کیا (یعنی نماز پڑھی) اس کے پچھلے گناہ معاف کئے گئے۔

غور فرمایئے اس روایت میں یقین اور احتساب کو بار بار دہرایا گیا ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یقین اور احتساب بہت ہی اہم چیز ہے اور ان عبادات کی روح ہے۔

حضرت مولانا انور شاہؒ فرماتے ہیں کہ:

"احتساب کا لفظ احادیث میں اکثر استعمال ہوا ہے، جاننا چاہئے کہ اعمال میں ایمان کا شرط ہونا تو ظاہر ہے، اس لئے کہ ایمان کے بغیر عبادت کا کوئی اعتبار نہیں، باقی رہا احتساب تو اس کا منشا یہ ہے کہ جو عمل ہو وہ غفلت کے ساتھ نہ ہو، قلب میں اس کا شعور موجود ہو اور نیت کا استحضار رہے گویا احتساب کا مفہوم ومقصد نیت سے بھی آگے ہے۔

منشاء یہ ہے کہ یہ عبادات محض رسما اور عادتاً نہ ہوں بلکہ ان کے مقاصد اور اغراض کا احساس بیدار رہے، یہ یاد رہے کہ

ان عبادات کی غایت کیا ہے؟ اور کس یاد اور اطاعت میں یہ سب کچھ ہو رہا ہے، سچ پوچھئے تو یہ شعور یہ احساس اور یہ استحضار صرف روزہ اور تراویح کے لئے نہیں، بلکہ ہر عبادت کے لئے ضروری ہے، اس کے بغیر بندگی کا ذوق اور حاسہ تسکین نہیں پاتا۔"

اب اس ماہ کی مخصوص عبادتوں پر ایک نظر ڈال لیجئے:

قرآن مجید میں رمضان کے روزوں کے متعلق جو بات مقصد اور غایت کے طور پر کی گئی وہ یہ ہے کہ روزہ کا اصل مقصد تقویٰ کا حصول ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"یا ایھا الذین آمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون۔"

ترجمہ: "اے ایمان والو! تم پر بھی روزہ اسی طرح فرض کیا گیا جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تا کہ تم تقویٰ حاصل کرو۔"

تقویٰ دراصل دل کی اس کیفیت کو کہتے ہیں جو انسان کو گناہوں سے نفرت اور اطاعت کی رغبت دلائے، روزہ بلکہ تمام عبادات کا حاصل یہی تقویٰ ہے، روزہ داروں کو محاسبہ کرنا چاہئے کہ ان کے روزہ سے ان کے اندر یہ کیفیت پیدا ہوئی ہے یا نہیں؟

حافظ ابن قیمؒ نے شیخ الاسلام ابن تیمیہ کا یہ قیمتی مقولہ نقل فرمایا ہے کہ:

"جب تم اپنے قلب کے اندر عمل کی حلاوت اور انشراح نہ محسوس کرو تو اپنے عمل کو ناقص سمجھو لو، اس لئے کہ حق تعالیٰ شکور ہیں، یعنی وہ اپنے بندوں کے اعمال کا بدلہ دنیا میں حلاوت انشراح اور قوت قلب سے بھی ضرور دیتے ہیں، اگر کوئی اپنے اندر یہ نہیں پاتا ہے تو سمجھئے کہ عمل میں کمی ہے۔"

بہت سے لوگ روزہ رکھتے ہیں مگر ان کے اندر تقویٰ کی کیفیت نہیں پیدا ہوتی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ روزہ کے حقوق ادا نہیں کرتے اور ان کے شرائط پورے نہیں کرتے ورنہ ان عبادات کے اثرات ضرور ظاہر ہوں۔

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کا ملفوظ ذیل اس سلسلہ میں پڑھنے کے لائق ہے:

"انبیاء کرام علیہم السلام مثل حکماء کے ہیں، انبیاء علیہم السلام نے جو اعمال کی خاصیتیں بیان کی ہیں، یہ ایسی ہیں جیسے اطبا نے ادویہ کے خواص بیان کئے ہیں، مثلاً گل بنفشہ کی خاصیت یہ ہے اور فلاں دوا کا یہ اثر ہے کہ اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ اگر اس کے ساتھ کوئی متضاد بھی استعمال کی جائے تب بھی وہی اثر ہوگا بلکہ اس کی خاصیت مقید ہوتی ہے، بعض شروط کے ساتھ اگر وہ شرط پائی جاتی ہے تو وہ خاصیت ظاہر ہوتی ہے ورنہ نہیں، روزہ صرف بھوکے اور پیاسے رہنے کا نام نہیں، بلکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ کی حالت میں منع فرمایا ہے: "زبان پر فحش کلمہ لانے سے، لڑنے جھگڑنے سے اور لڑنے والے کا جواب دینے سے۔" نیز ارشاد فرمایا ہے: "اگر روزہ کی حالت میں کوئی شخص بدزبانی کرے اور گالی کے تو تم یہ بات کہہ کر الگ ہو جاؤ کہ میں روزے سے ہوں۔"

(سفر السعادۃ مجد الدین فیروز آبادی)

صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ: "جو شخص روزہ رکھ کر جھوٹ بولنا اور بدکاری اور حسب روایت نسائی جہالت نہ چھوڑے سو خدا کو اس کی ضرورت نہیں کہ وہ خواہ مخواہ کھانا پینا بھی چھوڑ کر رہے اصل مقصد و مصلحت تو یہ ہے کہ انسان ہر قسم کی بُرائی اور بدی اور گناہ سے بچے اور ریاضت و مجاہدہ سے نفس کو صفائی اور تربیت حاصل ہو تو جب یہی مقصد حاصل نہ ہوا تو ایسی حالت میں محض کھانے پینے سے منہ بند رکھنے کا کیا نتیجہ ہوا۔" (شرح سفر السعادۃ شیخ عبدالحق)

مطلب یہ کہ روزہ کے ثمرات و برکات اسی وقت حاصل ہوں گے جب روزہ کے ظاہری و باطنی آداب کا خیال رکھا جائے اور اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کا پورا لحاظ رکھا جائے، بلاشبہ آج ہم رمضان میں کھانا پینا چھوڑ دیتے ہیں اور اس اعتبار سے ہم شریعت کے فتویٰ کو اپنے سے بچا سکتے ہیں لیکن کیا واقعی ہمارے دل اور روح کو بھی روزہ نصیب نہیں ہوتا؟

ایک حدیث میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ روزہ بُرائیوں سے روکنے کی ڈھال ہے جب تک اس میں سوراخ نہ کرو، صحابہ کرامؓ نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ! اس میں سوراخ کس چیز سے ہوتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: جھوٹ اور غیبت سے۔

مختصر یہ کہ روزہ کی حالت میں ہماری آنکھوں، کانوں، زبانوں، ہاتھ، پیر سب کو روزہ کی کیفیت نصیب ہونا چاہئے، روزہ کے سلسلہ میں دو باتوں کا خاص طور سے خیال رکھنا چاہئے، ایک یہ کہ کچھ لوگ سحری نہیں کرتے ہیں اور اس کو اپنی شجاعت جانتے ہیں، ایسا نہ کرنا چاہئے اگر نقصان کا اندیشہ نہ ہو تو اتباع سنت کے خیال سے کچھ نہ کچھ ضرور کھا لینا چاہئے، کچھ نہ ہو تو ایک گھونٹ پانی میں کیا مضائقہ ہے؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ سحر کھاؤ اس میں برکت ہے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا: "ہمارے اور اہل کتاب کے روزوں میں فرق یہ ہے کہ وہ سحر نہیں کھاتے اور ہم کھاتے ہیں۔"

کچھ لوگ ایسے ہیں کہ اس کے برعکس سحری میں

اس قدر انتظام و اہتمام کرتے ہیں کہ پورا وقت اس میں صرف ہوجاتا ہے کہ وہ کسی معصیت کے مرتکب تو نہیں ہوتے لیکن ایسے قیمتی وقت کو محض خورد ونوش میں ضائع کردینا کوئی اچھی بات نہیں ہے، یہ وہ قیمتی وقت ہے کہ اس کی فضیلت میں متعدد آیات قرآنی اور احادیث نبوی موجود ہیں، اللہ تعالیٰ اس دنیا کے آسمان پر جلوہ افروز ہوتے ہیں، الغرض عجیب ظہور نور کا وقت ہوتا ہے اور خدا کی طرف متوجہ ہونے کا بہترین موقع ہوتا ہے، اس لئے اس وقت کی قدر کرنا چاہئے۔

دوسری لائق توجہ بات یہ ہے کہ لوگ افطار کے اہتمام میں اس طرح مصروف ہوتے ہیں کہ ارشاد نبوی غالباً ان کے ذہنوں سے ذہول کرجاتا ہے کہ: ''روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں، ایک خوشی افطار کے وقت اور دوسری خوشی اپنے رب سے ملاقات کے وقت۔''

افطار کے وقت یہ خوشی ایسی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خوشی کو اور حق جل شانہ کی ملاقات کی خوشی کو ایک ساتھ بیان فرمایا ہے، معلوم ہوتا ہے کہ روزے کی نورانیت اور جذبۂ اطاعت و بندگی سے چونکہ مومن کا قلب معمور ہوتا ہے، اس لئے وہ اس وقت اپنے اندر ایک خاص کیفیت محسوس کرتا ہے اور حضور وشہود کے عجیب عالم میں ہوتا ہے:

بروائے عقل نامحرم کہ امشب باخیال او
عجب خوش خلق دارم کہ من نیستم محرم

اس لئے اس خوشی کو محض کھانے پینے تک نہ محدود رکھنا چاہئے بلکہ اس سے بلند ہوکر کچھ سوچنا چاہئے اور اس کی فکر کرنا چاہئے۔

قیامِ رمضان:

ابھی آپ ارشاد نبویؐ پڑھ چکے ہیں کہ جس نے ایمان واحتساب کے ساتھ پورے مہینے (تراویح) پڑھی، اس کے پچھلے گناہ معاف کئے گئے، یہ کوئی معمولی قیمت نہیں ہے مگر افسوس کہ ہماری غفلت اس دولت کی بھی قدر نہیں کرنے دیتی اور ہم یہ خیال نہیں کرتے کہ یہ راتیں ہمیشہ میسر نہ آئیں گی، کتنے مسلمان ہیں جو اس دولت سے کلیتاً محروم رہتے ہیں اور کتنے ایسے ہیں جو چند دن میں ایک قرآن سن لیتے ہیں اور پھر اپنے کو فارغ سمجھتے ہیں، حالانکہ سنت پورے مہینے تراویح پڑھنا ہے جو لوگ تراویح کا التزام بھی رکھتے ہیں، رنج کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ عموماً ان کے سامنے رکعت شمار ہوتی ہے۔ الا ماشاء اللہ۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''کتنے قیام کرنے والے (یعنی تراویح پڑھنے والے) ہیں کہ ان کو قیام میں بے خوابی کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا۔'' (دارمی)

رمضان کی راتوں کو غفلت اور سستی کی وجہ سے ضائع نہ کرنا چاہئے بلکہ خشوع وخضوع کے ساتھ تراویح پڑھنا چاہئے، تراویح میں دو منفعتیں ہیں: اول تو یہ کہ تراویح پڑھنے کی سنت ادا ہوتی ہے، دوسرے یہ کہ قرآن مجید سننے اور سنانے کا شرف حاصل ہوتا ہے اور قرآن مجید کو رمضان شریف کے بابرکت مہینے سے جو ربط وتعلق ہے وہ ظاہر ہے۔

قرآن مجید اسی مہینے میں نازل ہوا، حضرت جبرئیل علیہ السلام رمضان کی ہر رات کو حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات فرماتے اور حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حضرت قرآن مجید سناتے تھے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے... حضرت جبرئیل نے دو مرتبہ قرآن مجید سنایا غرض قرآن مجید کو ماہ رمضان سے خاص مناسبت ہے اور تراویح میں اس مناسبت سے نفع اٹھانے اور قرآن کریم سنانے کا شرف حاصل ہوجاتا ہے۔

آخری عشرہ:

رمضان المبارک کا آخری عشرہ اپنے اندر برکتوں کا خزانہ رکھتا ہے، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ: ''حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ میں اس قدر مجاہدہ فرماتے تھے کہ اس کے سوا کبھی اتنا مجاہدہ نہیں فرماتے، جب آخری عشرہ آتا تو حضورؐ عبادت کے لئے خود کمربستہ ہوجاتے، شب بیداری فرماتے اور اہل و عیال کو بھی شب بیدار رکھتے۔'' (بخاری ومسلم)

اعتکاف:

یہی وہ عشرہ ہے جس میں حضورؐ اعتکاف فرماتے تھے، اعتکاف سنت موکدہ علی الکفایہ ہے، یعنی ایک بستی میں بعض کے ادا کرنے سے سب کی طرف سے ادا ہوجاتا ہے، جس خوش نصیب کو موقع ہو وہ اس نعمت عظمیٰ کو ضرور حاصل کرے، اعتکاف کا مطلب یہ ہے کہ بندہ قلب وقالب کے ساتھ بارگاہ خداوندی میں حاضر ہے اور قرب ومعیت کا لطف اس کو حاصل ہے۔

یہ سنت بعض مقامات پر بالکل مردہ ہے، راقم السطور کو خود ایسی بستیوں میں جانے کا اتفاق ہوا ہے کہ جہاں کے لوگ اعتکاف کو جانتے بھی نہیں ہیں اور اس کے برعکس کہیں ایسا بھی ہے کہ اعتکاف محض رسم کے طور پر کیا جاتا ہے تاہم اللہ تعالیٰ ہم سب کو اخلاص نصیب فرمائے اور عقائد واعمال میں سچائی نصیب فرمائے، یہ دونوں پہلو دردناک اور تکلیف دہ ہیں۔

شبِ قدر:

یہی وہ عشرہ ہے جس میں وہ مبارک رات آتی ہے جو اپنی برکات کے اعتبار سے ہزار مہینوں سے بہتر ہے، اسی رات کو حضرت جبرئیل علیہ السلام فرشتوں کو لے کر اترتے ہیں اور ہر اس بندے کے لئے جس کو خدا کی یاد میں پاتے ہیں دعا کرتے ہیں۔

مختصر یہ ہے کہ یہ مہینہ خدا کی طرف سے رحمتوں اور برکتوں کا مہینہ ہے اور بندے کی طرف سے ریاضت اور مجاہدہ کا موسم بہار ہے، ہم جس قدر اللہ تعالیٰ کی طرف ''۔ ہوں گے اور ان کی طلب وجستجو میں اپنا وقت صرف کریں گے۔ انشاء اللہ اسی قدر بلکہ اس سے زائد ثمرات وبرکات سے فیضیاب ہوں گے۔ ☆☆☆

محمد ﷺ کی محبت دینِ حق کی شرطِ اوّل ہے

مولوی عبدالقیوم

اللہ رب العزت نے سلسلہ نبوت کی ابتداء سیدنا آدم علیہ السلام سے فرما کر اس کی انتہا محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر فرمائی۔ آپ آخر الانبیاء ہیں، آپ کے بعد کسی کو کسی قسم کا نبی نہیں بنایا جائے گا۔ اس عقیدہ کو شریعت کی اصطلاح میں ''عقیدہ ختم نبوت'' کہا جاتا ہے۔ جس نے اس عقیدے کا انکار کیا وہ شخص کافر ہے اور جس کے قلب میں یہ بات آئی کہ: ''آپ کے بعد نبوت جاری ہے تو وہ شخص دائرہ اسلام سے خارج ہے۔''

اسی بنا پر امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے جھوٹے مدعی نبوت سے دلیل طلب کرنے والے کے لئے بھی دائرہ اسلام سے خارج ہونے کا فتویٰ دیا ہے، جبکہ طالب دلیل کے دل میں جھوٹے مدعی نبوت کے سچا ہونے کا شبہ ہو اور اگر وہ اس سے دلیل اس وجہ سے طلب کرتا ہے تاکہ جھوٹے مدعی کی جھوٹی دلیل کو باطل کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

ختم نبوت کا عقیدہ قرآن کریم کی سو آیات اور دو سو احادیث مبارکہ سے ثابت ہے، جس میں چند آیات درج ذیل ہیں:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین وکان اللہ بکل شئی علیما۔'' (الاحزاب:۴۰)

ترجمہ: ''محمد باپ نہیں کسی کا تمہارے مردوں میں سے لیکن رسول ہے اللہ کا اور مہر سب نبیوں پر اور ہے اللہ سب چیزوں کو جاننے والا۔''

ایک اور جگہ ارشاد ہوا کہ:

''الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا۔'' (المائدہ:۳)

ترجمہ: ''آج میں پورا کر چکا تمہارے لئے تمہارا دین اور پورا کیا تم پر میں نے احسان اپنا اور پسند کیا میں نے تمہارے واسطے اسلام کو دین۔''

''واتممت علیکم نعمتی'' فرمایا: ''علیکم'' یعنی نعمت نبوت کو میں نے تم پر تمام کر دیا، لہٰذا دین کے مکمل ہونے اور نعمت نبوت کے اتمام کے بعد نہ تو کوئی نیا نبی آسکتا ہے اور نہ سلسلۂ وحی جاری رہ سکتا ہے اور حضور علیہ السلام اس آیت کے نزول کے بعد اکیاسی ۸۱ دن زندہ رہے۔ (معارف القرآن، ص:۴۱، ج:۳)

اور اس کے نزول کے بعد کوئی حکم حلال وحرام نازل نہیں ہوا، آپ آخری نبی اور آپ پر نازل شدہ کتاب کامل ومکمل آخری کتاب ہے۔

اسی طرح سورۂ سبا آیت ۲۸ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

''وما ارسلنک الا کافۃ للناس بشیراً ونذیراً۔''

ترجمہ: ''اور ہم نے تم کو تمام دنیا کے انسانوں کے لئے بشیر اور نذیر بنا کر بھیجا ہے۔''

ایک اور جگہ آتا ہے کہ:

''قل یا یھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً۔'' (الاعراف)

ترجمہ: ''فرما دیجئے کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔''

یہ دونوں آیتیں صاف اعلان کر رہی ہیں کہ حضور علیہ السلام بغیر استثناء تمام انسانوں کی طرف رسول ہو کر تشریف لائے ہیں، پس ان آیتوں سے واضح ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ قیامت تک آپ صاحب الزمان رسول ہیں۔

اب چند وہ احادیث ذکر کی جاتی ہیں کہ جن سے ختم نبوت کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔

''عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال قال رسول للہ صلی علیہ وسلم: ان الرسالۃ ونبوۃ قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی۔'' (ترمذی ص:۵۱، ج:۲، ابواب الرؤیا، مسند احمد ص:۲۶۷، ج:۳)

ترجمہ: ''حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رسالت ونبوت ختم

ہو چکی ہے، پس میرے بعد نہ کوئی رسول ہے اور نہ نبی۔“

اسی طرح ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

”عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول نحن الآخرون السابقون یوم القیامۃ بید انھم اوتوا الکتاب من قبلنا۔“

(صحیح بخاری، ص:۸۰، ج:۱ واللفظ لہ، صحیح مسلم، ص:۲۸۲، ج:۱)

ترجمہ: ”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم سب کے آخر (بعد) آئے اور قیامت کے دن سب سے آگے ہوں گے، صرف اتنا ہوا کہ ان کو کتاب ہم سے پہلے دی گئی۔“

تیسری حدیث یہ ہے:

”عن جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول: ان لی اسماء، انا محمد، وانا احمد، وانا الماحی الذی یمحو اللہ بی الکفر، وانا الحاشر الذی یحشر الناس علی قدمی، وانا العاقب، والعاقب الذی لیس بعدہ نبی۔“

(متفق علیہ، مشکوٰۃ، ص:۵۱۵)

ترجمہ: ”حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ: میرے چند نام ہیں: میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں ماحی (مٹانے والا) ہوں کہ میرے ذریعہ اللہ تعالیٰ کفر کو مٹائیں گے اور میں حاشر (جمع کرنے والا) ہوں کہ لوگ میرے قدموں پر اٹھائے جائیں گے اور میں عاقب (سب کے بعد آنے والا) ہوں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔“

امت محمدیہ کا سب سے پہلا اجماع

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کا سب سے پہلا اجماع اسی مسئلہ پر ہوا، چنانچہ حضرت مولانا ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ نے اپنی تصنیف ”مسک الختام فی ختم سید الانام“ میں تحریر فرمایا کہ:

”امت محمدیہ میں سب سے پہلا اجماع جو ہوا وہ اسی مسئلہ پر ہوا کہ مدعی نبوت کو قتل کیا جائے۔“

اور اس عقیدہ کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ حیات میں اسلام کے تحفظ و دفاع کے لئے جتنی جنگیں لڑی گئیں، ان میں شہید ہونے والے صحابہ کی تعداد ۲۵۹ ہے۔ (رحمۃ للعالمین، ص:۲۱۳، ج:۲ از سلمان منصور پوری) اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ و دفاع کے لئے اسلام کی تاریخ میں پہلی جنگ جو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں مسیلمہ کذاب کے خلاف یمامہ کے میدان میں لڑی گئی، اس ایک جنگ میں شہید ہوجانے والے صحابہؓ اور تابعین کی تعداد ۱۲۰۰ ہے۔ جس میں سے سات سو حافظ قرآن اور عالم تھے۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی کل کمائی اور گراں قدر اثاثہ حضرات صحابہ کرام ہیں، جن کی اتنی بڑی تعداد اس عقیدے کے تحفظ میں جام شہادت نوش کرگئی۔ اس سے عقیدہ ختم نبوت کی عظمت کا اندازہ ہوتا ہے اور اس کی اہمیت کا اندازہ حضرت حبیب بن زید انصاری خزرجی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے واقعہ سے بھی ہوتا ہے۔

شہادت حضرت حبیب بن زید انصاریؓ

حضرت حبیبؓ بن زید انصاری کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یمامہ کے قبیلے بنوحنیفہ اور مسیلمہ کذاب کی طرف بھیجا، مسیلمہ کذاب نے حضرت حبیبؓ سے کہا کہ:

”کیا تم گواہی دیتے ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں؟“

حضرت حبیبؓ نے فرمایا کہ: ”ہاں!“

مسیلمہ کذاب نے کہا کہ: ”کیا تم گواہی دیتے ہو کہ میں (مسیلمہ) بھی اللہ کا رسول ہوں۔“

حضرت حبیبؓ نے فرمایا کہ:

”میں بہرا ہوں تیری یہ بات نہیں سن سکتا۔“

مسیلمہ بار بار یہ سوال کرتا رہا اور وہ یہی جواب دیتے رہے تو بالآخر مسیلمہ نے کہا کہ:

”ان کا ایک ہاتھ کاٹ دو۔“

چنانچہ ہاتھ کاٹ دیا گیا، اس کے بعد پھر مسیلمہ نے اپنا سوال دہرایا انہوں نے اپنا وہی جواب دیا، چنانچہ مسیلمہ نے دوسرا ہاتھ بھی کاٹ دیا، لیکن ان کے جواب میں فرق نہ آیا، پھر مسیلمہ نے ٹانگیں کاٹنے کا حکم دیا اور ٹانگ کاٹنے کے بعد دوبارہ سوال کیا تو وہی جواب دیا، غرض مسیلمہ نے ان صحابیٔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ایک عضو کاٹ دیا، لیکن ان صحابی نے اپنے ٹکڑے کروا کے بھی جھوٹے مدعی نبوت کی نبوت کو تسلیم نہیں کیا۔

اس طرح کا ایک اور واقعہ حضرت ابومسلم خولانی تابعی رحمہ اللہ کا ہے، جن کا نام عبداللہ بن ثوب ہے، یہ تابعی حضور علیہ السلام کے آخری دور میں پیدا ہوئے، لیکن آپ کی زیارت نہ ہوسکی۔ یمن کے رہنے والے تھے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری دور میں نبوت کا جھوٹا دعویٰ اسود عنسی نے بھی کیا اور اس نے اپنی نبوت کو ابومسلم خولانی یمنی کے سامنے بھی

پیش کیا، لیکن انہوں نے صاف انکار کردیا جس کی بنا پر اسود عنسی ملعون نے ایک خوفناک آگ دہکائی اور اس آگ میں ان کو ڈال دیا، لیکن آگ ان کے لئے گل گزار بن گئی، جیسے ابراہیم علیہ السلام کے لئے بن گئی تھی، پھر اس آگ سے نکلنے کے بعد اسود عنسی نے ان کو جلاوطن کردیا۔

فتنہ قادیانیت اور علماء دیوبند کی کوششیں

جھوٹے مدعیان نبوت کا سلسلہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری دور سے شروع ہوگیا تھا اور ہر زمانے میں مختلف لوگوں نے جھوٹے دعوے کئے، لیکن امت مسلمہ کے غیور لوگوں نے ان کو زیادہ دیر نہیں رہنے دیا بلکہ ان کے مقابلے کے لئے میدان میں کفن باندھ کر کود پڑے اور اس وقت تک سکھ کا سانس نہیں لیا جب تک کہ ان کا خاتمہ نہیں کردیا۔

چنانچہ ان جھوٹے مدعیان نبوت میں سے ایک جھوٹا مدعی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی ملعون بھی ہے، جو ۱۸۴۰ء میں قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور میں پیدا ہوا، پھر اس خبیث ملعون نے اپنی حیات میں مختلف دعوے کئے۔ چنانچہ ۱۸۸۰ء میں ''ملہم من اللہ'' کا دعویٰ کیا اور ۱۸۹۱ء میں ''مجدد'' ہونے کا دعویٰ کیا۔ ۱۸۹۸ء میں ''مہدی'' ہونے کا دعویٰ کیا۔ ۱۸۹۹ء میں ''ظلی و بروزی نبی'' ہونے کا دعویٰ کیا، ۱۹۰۱ء میں ''باقاعدہ نبوت'' کا اعلان کردیا۔

جب اس خبیث نے نبوت کا دعویٰ کیا تو تمام مکاتب فکر کے علمائے اس کی تکفیر کا فیصلہ کردیا۔ چنانچہ ۱۸۸۴ء میں لدھیانہ کے علما میں سے مولانا محمد لدھیانوی، مولانا عبداللہ لدھیانوی اور مولانا محمد اسماعیل لدھیانوی نے مرزا کے کفر کا فتویٰ دیا، پھر اس کے بعد ۱۹۱۴ء میں دارالعلوم دیوبند سے ایک فتویٰ جاری ہوا جس کو دارالعلوم دیوبند کے مدرس مولانا محمد سہول نے تحریر کیا، جس میں مرزا کے کافر اور زندیق ہونے کا فتویٰ دیا گیا تھا اور اس پر دستخط کرنے والوں میں:

''شیخ الہند مولانا محمود حسن، مولانا مفتی محمد حسن، مولانا انور شاہ کشمیری، مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوری، مفتی عزیز الرحمٰن، مولانا محمد ابراہیم بلیاوی، مولانا اعزاز علی دیوبندی رحمہم اللہ تعالیٰ شامل تھے، اس کے بعد ۱۹۱۵ء میں دارالعلوم دیوبند سے ایک فتویٰ جاری ہوا کہ جس میں قادیانیوں سے رشتہ ناتہ کو حرام قرار دیا گیا تھا۔''

یہ فتویٰ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب کا مرتب کردہ ہے اس پر دیوبند سے حضرت مولانا سیّد اصغر حسینؒ، حضرت مولانا رسول خانؒ، حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ، حضرت مولانا گل محمد خانؒ، سہارنپور سے مظاہر العلوم کے مہتمم حضرت مولانا عنایت الٰہیؒ، حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ، حضرت مولانا عبدالرحمٰن کامل پوریؒ، حضرت مولانا عبداللطیفؒ، حضرت مولانا بدر عالم میرٹھیؒ، تھانہ بھون سے حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ، رائے پور سے حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ، حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوریؒ، دہلی سے حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلویؒ۔ غرض کلکتہ، بنارس، لکھنؤ، آگرہ، مرادآباد، لاہور، امرتسر، لدھیانہ، پشاور، راولپنڈی، ملتان، ہوشیار پور، گورداس پور، جہلم، سیالکوٹ، گوجرانوالہ، حیدرآباد دکن، بھوپال، رام پور وغیرہ سے سینکڑوں علماء کرام کے دستخط ہیں۔

قادیانیوں کے خلاف ہندوستان کی عدالت میں مختلف مقدمات ہوئے، لیکن سب سے زیادہ شہرت جس مقدمہ نے حاصل کی وہ ''مقدمہ بہاولپور'' ہے جس میں علماء بہاولپور کی دعوت پر حضرت مولانا سیّد انور شاہ کشمیری، مولانا ابوالوفا شاہ جہانپوری، مفتی محمد شفیع، مولانا محمد سیّد حسن چاند پوریؒ جیسے اکابر نے بہاولپور کے دور دراز شہر میں آکر مقدمہ کی پیروی کی۔ اس مقدمہ کی کارروائی ۱۹۲۶ء سے لے کر ۱۹۳۵ء تک چلتی رہی اور آخر اس مقدمہ میں فتح علمائے حق کو حاصل ہوئی اور جج نے قادیانیت کے کفر پر عدالتی مہر لگادی۔

قیام پاکستان کے بعد ۱۹۴۹ء میں مولانا انور شاہ کشمیریؒ کے ایما پر مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے ملتان کی ایک چھوٹی سی مسجد ''مسجد سراجاں'' میں مجلس تحفظ ختم نبوت کی بنیاد ڈالی۔ جس میں امیر شریعتؒ کے علاوہ مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ، خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ، مولانا عبدالرحمٰن میانویؒ، مولانا تاج محمود لائل پوری اور مولانا محمد شریف جالندھریؒ شریک ہوئے۔

امام العصر علامہ سید محمد انور شاہ کشمیریؒ کو قدرت نے قادیانیت کے خلاف سراپا تحریک بنادیا تھا، آپ نے اپنے شاگردوں کی ایک مستقل جماعت کو قادیانیت کے خلاف تحریری و تقریری میدان میں لگادیا تھا، حضرت مولانا بدر عالم میرٹھیؒ، مولانا محمد شفیعؒ، مولانا شبیر احمد عثمانیؒ، مولانا محمد منظور نعمانیؒ، مولانا محمد علی جالندھریؒ مولانا غلام غوث ہزارویؒ، مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ، مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ، مولانا غلام اللہ خانؒ جیسے جید علمائے امت جنہوں نے قادیانیت کو ناکوں چنے چبوادیے۔ یہ سب حضرت کشمیریؒ کے شاگرد تھے، دارالعلوم دیوبند کی مسند حدیث پر بیٹھ کر اس مرد قلندر نے اس فتنہ قادیانیت کے خلاف محاذ قائم کیا جسے دیانت دار مورخ سنہرے حروف سے لکھنے پر مجبور ہیں۔

فتنہ قادیانیت محدث العصر مولانا انور شاہ کشمیریؒ کے بقول: ''اتنا بڑا فتنہ تھا کہ جس کے آغاز کے وقت ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہ ملت اسلامیہ کو اپنے

بہاؤ میں بہا کر لے جائے گا۔''

لیکن علمائے دیوبند نے اس کے آگے بند باندھ دیئے اور اس فتنہ کی شر انگیزیوں اور گمراہیوں سے امت کو محفوظ کر دیا۔ علمائے دیوبند نے اس فتنہ کی سرکوبی کے لئے خوب محنت اور کوشش کی اور ان میں سب سے فکر مند حضرت امام العصر انور شاہ کشمیریؒ رہتے تھے۔ حضرت بنوریؒ فرماتے ہیں کہ میں نے خود حضرت انور شاہ کشمیریؒ سے کئی بار سنا، فرماتے ہیں کہ:

''جب یہ فتنہ کھڑا ہوا تھا تو چھ ماہ تک مجھے نیند نہیں آئی اور یہ خطرہ لاحق ہو گیا کہ کہیں دین محمدی کے زوال کا باعث یہ فتنہ نہ بن جائے۔''

پھر فرمایا کہ: ''چھ ماہ بعد دل مطمئن ہو گیا کہ انشاء اللہ دین باقی رہے گا اور یہ فتنہ مضمحل ہو جائے گا۔''

حضرت بنوریؒ فرماتے ہیں: ''میں نے اپنی زندگی میں کسی عالم اور بزرگ کو اتنا درمند نہیں دیکھا جتنا کہ حضرت امام العصرؒ ہیں ایسا محسوس ہوتا تھا کہ ایک زخم ہے جس سے ہر وقت خون ٹپکتا رہتا ہے، جب مرزا کا نام لیتے تو فرمایا کرتے تھے کہ لعین بن اللعین، لعین قادیان اور آواز میں ایک عجیب درد کی کیفیت محسوس ہوتی تھی۔''

حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے تھے کہ:

''الفاظ نبی کی حفاظت کرنا بھی اچھا کام، آپ علیہ السلام کی وضع قطع اور سنت کی حفاظت بھی بڑا اعلیٰ کام ہے۔ اسی طرح مدارس و خانقاہ کا کام بھی بڑا اونچا ہے لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کی حفاظت ان سب سے اونچا کام ہے۔''

ہماری ذمہ داری

میرے بھائیو! قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے بعد قادیانیت ختم نہیں ہوئی بلکہ اس کا وجود نامسعود ابھی تک باقی ہے اور قادیانیت ملک بھر میں قادیانیت کی تبلیغ و تعلیم میں مشغول ہیں، ان کا بچہ، جوان، بوڑھا، عورت، مرد ہر ایک قادیانیت کا داعی اور مبلغ ہے اور یہ پاکستان کے علاوہ بیرون ممالک میں قادیانیت کے لئے زبردست محنت کر رہے ہیں۔ پاکستان میں مختلف شہروں میں ان لوگوں میں جا کر تبلیغ کرتے ہیں جو غریب و نادار ہیں اور ان کو مال و دولت، گاڑی، بنگلہ کا لالچ دے کر مرتد کر رہے ہیں اور اس پر اپنا کافی سرمایہ خرچ کر رہے ہیں۔

اس لئے ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم خواہ دینی علوم کے حاصل کرنے والے طلبا ہوں یا پھر عصری علوم سے ہمارا تعلق ہو، چاہے ہم ڈاکٹر ہوں یا انجینئر، ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم قادیانیوں کے غلط عقائد کا مطالعہ کریں اور ان کے کفریات سے لوگوں کو آگاہ کریں اور لوگوں کو اس فتنے سے محفوظ رکھنے کی کوشش کریں، اپنے محلے، علاقے میں گہری نظر رکھیں کہ کیا کوئی قادیانی تو نہیں رہتا اگر رہتا ہے تو تمام محلے والوں کو ان سے خبردار کریں اور ان سے ہر قسم کا قطع تعلق کریں اور اس قادیانی کی نگرانی کریں کہ کہیں وہ اپنی قادیانیت کی تبلیغ کر کے دوسرے مسلمانوں کو تو گمراہ نہیں کر رہا؟ اور ہم اپنے شہر اور علاقے میں موجود ختم نبوت کے دفتر سے رابطے میں رہ کر اس فتنے کی سرکوبی کے لئے اپنی جان، مال، وقت کو استعمال کریں اور اپنے لئے سامان شفاعت اکٹھا کریں۔ مساجد کے خطیب حضرات وقتاً فوقتاً ایک خطبہ جمعہ اسی موضوع پر دیں اور عوام کو اس کی اہمیت سے روشناس کرائیں۔

اس کے ساتھ ہم سب قادیانیوں کا مکمل بائیکاٹ کریں، خود بھی بچیں اور اپنے دوست واحباب اور رشتہ داروں کو ان اشیاء کے استعمال سے بچنے کی پرزور تاکید کریں۔ ذیل میں قادیانیوں کی مصنوعات اور اداروں کی تفصیل لکھی جاتی ہیں:

''شیزان ریسٹورنٹ، شیزان لمیٹڈ، OCS کوریئر، ذائقہ گھی، شاہ تاج شوگر ملز، شاہ نواز ٹیکسٹائل ملز، الرحیم جیولرز کراچی، روبی ٹریول کینٹ اسٹیشن کراچی۔''

ان مرتدین کا تعاقب اور ان کی مصنوعات کا بائیکاٹ مذہبی تعصب نہیں بلکہ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت کا اظہار ہے۔

محمد کی محبت دین حق کی شرط اول ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

☆☆............☆☆

اظہار تعزیت

کوئٹہ (محمد یونس سیفی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت صوبہ بلوچستان کے روح رواں، مخلص و متحرک رکن، روزنامہ جنگ کوئٹہ کے اسٹاف رپورٹر حاجی فیاض حسن سجاد کے بڑے بھائی ماسٹر اعجاز حسن سجاد کا گزشتہ دنوں بقضائے الٰہی انتقال ہو گیا ہے، مرحوم نیک دل و نیک سیرت انسان تھے۔ مرحوم کی نماز جنازہ جامع مسجد شہباز ٹاؤن میں بعد نماز ظہر مولانا عبدالقیوم مشوانی نے پڑھائی۔ مرحوم کی نماز جنازہ اور تدفین میں مولانا عبدالواحد امیر ختم نبوت بلوچستان، قاری انوار الحق رکن مجلس شوریٰ، قاری عبداللہ منیر نائب امیر ختم نبوت بلوچستان، قاری عبدالرحیم رحیمی ناظم تبلیغ ونشر واشاعت بلوچستان، مولانا محمد یونس سیفی مبلغ ختم نبوت بلوچستان، حاجی تاج محمد ناظم ختم نبوت، حاجی خلیل الرحمن، حاجی نعمت اللہ، حاجی گل محمد، حاجی زاہد رفیق، حاجی اشرف مینگل، حاجی عبدالصمد، حافظ حمزہ ملوک، قاری عبداللہ، قاری عبدالرحمن اور دیگر اراکین ختم نبوت نے شرکت کی۔ تدفین سے فراغت کے بعد حاجی فیاض حسن سجاد کے گھر پر جا کر تعزیت و ایصال ثواب کیا۔ مجلس کوئٹہ کے راہنما اور کارکنان حاجی فیاض حسن سجاد اور دیگر عزیز واقارب کے غم میں برابر کے شریک ہیں اور دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنی جوار رحمت میں جگہ نصیب فرمائے۔ آمین۔

مسجد نبوی کا سفر

چھٹی قسط

دیارِ حبیب ﷺ سے دیارِ غیر تک

مولانا نذیر احمد تونسوی شہیدؒ

مسجد نبوی دنیائے اسلام کی ایک عظیم الشان اور منفرد مسجد ہے' اس کا حسن سراپا جمال ہے' فن تعمیر میں انتہائی کمال ہے' اس کا تعمیراتی حسن دیدہ زیب' جاذب نظر' پرکشش اور ایسا مسحور کن ہے کہ انسان ورطہ حیرت میں گم ہوجاتا ہے۔ خاصۂ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو انسانی ہاتھوں نے محبت وعقیدت' الفت ووارفتگی کا ایسا بھرپور خراج عقیدت پیش کیا ہے کہ ہزاروں تاج محل اور شیش محل اس کی زیبائی اور رعنائی پر قربان کئے جاسکتے ہیں۔ وقتاً فوقتاً کئی حکمران مسجد نبوی کے رنگ وروغن اور تعمیر وتوسیع میں محبت وعقیدت سے تبدیلیاں کرکے خوب سے خوب تر کی کوشش میں مصروف رہے ہیں۔

ابتداً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اس کی بنیاد رکھی تھی تو اس وقت کچی اینٹوں کی دیواریں' برگ خرما کا چھپر' اور کھجور کے ستون تھے' فرش خام تھا' بارش کے اوقات میں کیچڑ ہوجاتی تھی' اور آج یہ مسجد آرائش وزیبائش' فن تعمیر اور جدید ترین سہولیات کے اعتبار سے اپنی مثال آپ ہے' اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ بیت اللہ ہو یا مسجد نبوی ان کا حسن' ان کی عظمت ومرتبت' سنگ وخشت کے تزین سے نہیں بلکہ ان کی خوبی اور ان کا شرف خدا کا گھر اور نبی آخر الزمان کا در اور آرام گاہ ہونے کی وجہ سے ہے۔ کعبۃ اللہ کی ہمسری پوری کائنات نہیں کرسکتی' ہر آن اللہ کے فرشتے حاضری دیتے ہیں اور روئے زمین کے ہر خطے سے انسانوں کے قافلے چلے آتے ہیں۔

مسجد نبویؐ روئے زمین کے سارے مقامات سے بڑھ کر ہے' جس جگہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم اطہر زمین سے مس ہو رہا ہے وہ بالاتفاق روئے زمین کا افضل ومقدس ترین مقام ہے۔ یہاں تک کہ کعبۃ اللہ اور عرش معلی سے بھی افضل ہے۔ اس بارے میں کوئی دوسری رائے نہیں ہوسکتی' اگرچہ اس آستانہ کو عمارتی کروفر کی اور فنی جاہ وجلال کی ضرورت واحتیاج نہیں ہے' تاہم مسلمانوں نے اس کی تعمیر وتوسیع میں محبت وعقیدت کا وہ اظہار کیا ہے' جس نے اسے فن جدت وندرت کا ایک شاہکار بنادیا ہے۔ مسجد نبوی کا پرانا حصہ بھی قدیمی طرز کی خوبصورت محرابوں' متوازن ستونوں اور خوشنما دالانوں پر مشتمل ہے' سب سے بڑھ کر یہ کہ اس قدیمی حصہ کو روضۂ رسولؐ کی موجودگی کا شرف حاصل ہے' جس پر سبز گنبد' نگاہوں کو شادابی اور دلوں کو راحت بخشتا ہے' اس سے ملحق سارا نو تعمیر شدہ حصہ ہے' جس کی وسعت میں حیرت انگیز طور پر اضافہ کیا گیا ہے۔ مسجد کے درمیانی حصہ میں چھت کی کچھ جگہیں بطور صحن کھلی رکھی گئی ہیں۔ جہاں سے نیلگوں آسمان کا نظارہ بھی کیا جاسکتا ہے۔ رات کے وقت جب ان دالانوں کو بند کرکے برقی روشنی چھوڑی جاتی ہے تو چھتری نما دالان گلہائے رنگارنگ کا گلستان بن جاتے ہیں' دالانوں کے منور نقش ونگار ایسا دلفریب منظر پیش کرتے ہیں کہ وہ زائرین کی نگاہوں کا مرکز ومحور بن جاتے ہیں۔ اسی طرح منقش چھتوں کے دلکش نقش ونگار' اور چمکتے فانوسوں کی روشنی' آنکھوں کے راستے دل ودماغ میں اتر جاتی ہے۔ مسجد نبوی کی قدیم اور جدید تعمیر کے حسین امتزاج کے باعث محسوس ہوتا ہے کہ گویا ماضی وحال آپس میں بغل گیر ہیں۔ اس مسجد کا چپہ چپہ متبرک ہے' اس مقدس جگہ پر پڑنے والے ہر قدم پر آمنہ کے لالؐ کے قدموں کا گمان ہوتا ہے' ہر گام پر وفا شعار صحابہ کرامؓ کے قدموں کی چاپ سنائی دیتی ہے' محبت وعقیدت تقاضا کرتی ہے کہ یہاں قدموں کی بجائے سر کے بل چلا جائے' کیونکہ یہ جگہ محبت وعقیدت کی آماجگاہ ہے' یہاں کا ہر ذرہ آفتاب وماہتاب ہے' یہاں کا ہر کانٹا پھول ہے' یہاں کا ہر راستہ کہکشاں ہے' یہاں کا چپہ چپہ جنت نظیر ہے' یہی وہ عالم اسلام کی عبادت گاہ ہے' جس کے معمار اول خود سرتاج الانبیاء' خاتم الانبیاء' اشرف الانبیاء' افضل الانبیاء' اجمل الانبیاء' اکمل الانبیاء' رہبر ورہنما' امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اس کی فضیلت اس سے بڑھ کر اور کیا ہوسکتی ہے کہ اس کی بنیادوں میں آمنہ کے چاند' شاہ کونین' رحمت دو عالم' فخر دو عالم' رحمۃ للعالمین' سید الانس والجنات' محبوب رب الارض والسمٰوات' صاحب التاج والمعراج' الذی اسمہ مکتوب فی الانجیل والتورات' شافع محشر' ساقی کوثر' بہتر' برتر' انبیاء کے افسر' ہم سب کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے منور' معطر پسینے کے پاکیزہ قطرے شامل ہیں اسی وجہ سے اس کی فضا معطر ہے اور یہ مسجد جنت کی خوشبو سے معطر ہے' روضۂ

رسولؐ پر سبز گنبد اور اس پر ابھرے ہوئے مینار ہلالی کی ایسی شان ہے جس پر جنت بھی قربان ہے' فضا میں بلند' دلپسند' یہی دو اجزائے حرم بذات خود توحید و رسالت کی علامت نظر آتے ہیں۔ الغرض ماضی کا مدینہ' رحمت کا خزینہ' اب مسجد نبوی کا نگینہ ہے گویا عہد رسالت کا شہر مدینہ' موجودہ حرم کی وسعت میں آباد تھا:

ماہ و خورشید سے روشن ہے نگینہ تیرا
تاقیامت آباد ہے مدینہ تیرا

مسجد نبویؐ کی زمین کے اولین مالک سہل و سہیل تھے' جب رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لائے تو اسی جگہ آپ کی سواری قصویٰ بیٹھی تھی۔ تب اس جگہ کھجوریں خشک کی جاتی تھیں۔ یہیں مسجد نبوی تعمیر ہوئی۔ اس وقت اس کی لمبائی ستر ہاتھ (۱۳۵ فٹ) اور چوڑائی ساٹھ ہاتھ (۱۱۵ فٹ) رکھی گئی تھی' جبکہ چھت کی اونچائی ۵-۶ ہاتھ رکھی گئی' مسجد کا فرش کچا تھا بعد میں اس پر کنکر بچھائے گئے۔ ہجرت کے ساتویں سال فتح خیبر کے موقع پر مسجد کی پہلی توسیع عمل میں آئی' جس کے نتیجہ میں مسجد کا توسیعی رقبہ ۲۴۷۵ مربع میٹر ہوگیا اور اونچائی سات ہاتھ رکھی گئی' اس موقع پر مسجد کے تین دروازے بنائے گئے' جن میں سے ایک دروازہ بیت المقدس کی جانب تھا۔ تحویل کعبہ کے حکم کے وقت یہ دروازہ بند کردیا گیا اور مکہ مکرمہ کی جانب دروازہ کھول دیا گیا۔ مسجد نبوی میں دوسری توسیع حضرت عمر فاروقؓ کے عہد خلافت میں ہوئی' اس وقت اس کی لمبائی ۱۴۰ ہاتھ اور چوڑائی ۱۲۰ ہاتھ اور چھت کی بلندی گیارہ ہاتھ رکھی گئی۔

۲۸ تا ۳۰ ہجری میں حضرت عثمان غنیؓ نے جنوب اور شمال کی جانب سے دس دس ہاتھ کی توسیع کی اور منقش پتھر استعمال کروائے' پہلی مرتبہ لوہے کے ستون اور چھت پر ساج کی لکڑی کو استعمال کیا رپورٹ کے مطابق خلیفہ ثالث حضرت عثمان غنیؓ کی توسیع کا اندازہ ۴۹۶ مربع میٹر ہے ایک روایت کے مطابق مسجد نبوی کی موجودہ محراب' حضرت عثمان غنیؓ کے دور میں بنائی گئی جسے محراب عثمانی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

۸۸ ہجری میں خلیفہ ولید بن عبدالملک نے مسجد نبوی کی از سرِ نو تعمیر و توسیع کا حکم دیا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ گورنر مدینہ طیبہ نے کام کی نگرانی کی۔ اس موقع پر ازواج مطہرات' امہات المومنین کے ۹ حجروں کو مسجد میں شامل کیا گیا' اس توسیعی کام میں قیصر روم نے بھی معاونت کی اور ایک لاکھ مثقال سونا' ایک سو نامور کاریگر' چالیس اونٹ کندہ اور منقش پتھروں کے مدینہ طیبہ بھجوائے' مسجد کے چاروں کونوں پر مینار تعمیر کئے گئے جن کی بلندی ۸۸ فٹ تھی۔ توسیع کے بعد مسجد کا کل رقبہ ۲۳۷۹ مربع میٹر ہوگیا اور پانچ سال کے عرصہ میں تعمیر و توسیع کا یہ کام مکمل ہوا۔

۱۶۱ ہجری میں خلیفہ عباسی نے صرف شمال کی جانب سے مسجد میں اضافہ کیا اور بعض صحابہ کرامؓ کے مکانات کو مسجد میں شامل کیا' اور دس ستونوں کا اضافہ کیا۔

۶۵۴ ہجری میں خلیفہ ناصر الدین اور معتصم باللہ کے زمانہ میں آگ لگنے کا واقعہ پیش آیا' متاثرہ حصوں کی مرمت اور تعمیر کا حکم دیا گیا۔

۸۳۵ ہجری ملک طاہر ابوسعید کے عہد میں ریاض الجنۃ کی چھت تبدیل کی گئی' بغداد پر قبضہ اور عباسی حکومت کے خاتمہ کے بعد آنے والے مسلمان حکمرانوں نے مسجد کی تعمیر و توسیع میں اور مرمت کے کام میں حصہ لے کر کام کو آگے بڑھایا' ان حکمرانوں میں مصر کا بادشاہ نور الدین' یمن کا حکمران مظفر شمس الدین' یوسف رکن الدین اور مصری حاکم تا ممدون' قلاروان الصالی' برسبائی اور سلطان قاتیائی قابل ذکر ہیں۔ نویں صدی کے آخر میں مسجد میں آگ لگ گئی تو ایک مرتبہ پھر مرمت اور توسیع کے کام میں ایک سو بیس مربع میٹر کا اضافہ ہوا' قاتیائی کی تعمیر کو ۳۸۰ سال گزر جانے کے بعد بعض حصوں میں ٹوٹ پھوٹ شروع ہوگئی۔

۱۲۶۳ ہجری میں شیخ الحرم داؤد بادشاہ نے سلطان عبدالمجید کو مسجد کی تعمیر و توسیع کے بارے میں لکھا' سلطان نے ذاتی دلچسپی' خلوص اور محبت و عقیدت کے جذبے میں ڈوب کر مسجد نبوی کو از سرِ نو تعمیر کروایا' صدیاں گزر جانے کے باوجود مسجد کی خوبصورتی' پختگی اور اس کے حسن و جمال میں فرق نہیں آیا' مسجد کے ہر گوشے سے خلافت عثمانیہ کی گہری عقیدت اور بے پناہ وارفتگی ٹپکتی نظر آتی ہے۔ سلطان نے مسجد نبوی کی عمارتی تعمیر' ذاتی نمود و نمائش' یا محض فن تعمیر کے ارتقاء کی خاطر بنوائی ہوتی تو ماضی کی طرح سلطان کی تعمیر بھی گم ہوجاتی' لیکن سلطان عبدالمجید کی یہ تعمیر عشق و محبت' عقیدت و افتخار سے عبارت ہے' جدید فن تعمیر کے سامنے' قدیم تعمیر کا حسن مسجد نبوی کے ماتھے کا جھومر ہے' یہی وجہ ہے کہ فنی عروج و زوال اور تمام تر تبدیلیوں کے باوجود' سلطان کی تعمیر کا حسن ماضی کی طرح آج بھی تروتازہ اور شگفتہ ہے۔ ۱۹۵۰ء میں جب شاہ عبدالعزیز آل سعود نے مسجد نبویؐ کی تاریخی تعمیر اور توسیع کا منصوبہ بنایا تو انہوں نے سلطان عبدالمجید کی یادگار تعمیر کو اسی حالت میں برقرار رکھا اور اس میں کسی ردوبدل سے گریز کیا' نتیجتاً ترکوں کی محبت و عقیدت کے نقوش ابھی تک موجود ہیں۔ ترکوں کی تعمیر کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ عہد نبویؐ کی مسجد کا حدود اربعہ آج بھی آسانی سے دیکھا جاسکتا ہے۔ سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کی مسجد کے چھت دار حصے کے اطراف کو ایسے ستونوں سے واضح کیا گیا ہے' جن کا نچلا حصہ سفید اور اوپر کا حصہ سرخ رنگ کا ہے' جبکہ صحن

کے حدود کی نشاندہی سرخ ستونوں سے کردی گئی ہے' بلکہ ان ستونوں میں سبز طغروں کی مدد سے بتایا گیا ہے کہ یہ مسجد نبوی کی حد ہے۔ مسجد کے دائیں جانب اس حصے کی نشاندہی بھی کردی گئی ہے' جو دراصل حضرت ابوبکر صدیقؓ کا گھر تھا' اسے بعدازاں مسجد میں شامل کردیا گیا' قبلہ رخ محراب عثمانی کے ساتھ مسجد کی دیوار پر خوشنما ٹائلیں لگی ہوئی ہیں اور پوری دیوار پر نہایت دلکش انداز میں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمائے صفات اس طرح لکھے گئے ہیں کہ ہر نام کے بعد صلی اللہ علیہ وسلم کندہ ہے۔ سلطان نے ستونوں پر سونے اور چاندی کے محلول سے آیات لکھوائیں اور ستونوں کی تعداد میں بھی اضافہ کیا۔ مسجد نبوی کی منقش آیات سے سجی چھتیں اونچی ہیں اور چھت پر جو قبے بنے ہوئے ہیں' ان کی وجہ سے اندر کی جو محرابیں بنتی ہیں' ان میں رنگین شیشوں کی چھوٹی چھوٹی کھڑکیاں ہیں۔ اس طرح یہاں ہوا کی آمد و رفت کا بندوبست اس وقت کرلیا گیا تھا' جب ایئرکنڈیشن ایجاد نہیں ہوا تھا۔

سلطان عبدالمجید نے ہی گنبد خضریٰ تعمیر کروایا تھا اور اس پر سبز رنگ کروایا تھا' اسی بناپر اس کا نام گنبد خضریٰ رکھا گیا۔ تاریخی شواہد کے مطابق ۱۲۸۲ء تک روضہ اقدس پر گنبد نہیں تھا۔ مصر کے سلطان قلاون الصالحی نے پہلی مرتبہ جو گنبد تعمیر کروایا وہ لکڑی کا تھا' جسے شیشہ سے ڈھانپا گیا۔ ۱۴۸۴ء میں مسجد نبویؐ میں آگ لگ جانے کی وجہ سے گنبد جل گیا۔ ۱۴۸۵ء میں سلطان قائت نے دوبارہ تعمیر کرکے اس کی تزئین و آرائش کی پہلے اس کا رنگ سفید تھا' ایک دور میں اس کا رنگ نیلا بھی تھا۔ سلطان عبدالمجید نے سبز رنگ کروایا جو ابھی تک برقرار ہے۔ سلطان عبدالمجید کی یہ سدابہار تعمیر' عشق ومحبت اور عقیدت کی بہترین یادگار ہے' سلطان نے تعمیر میں ذاتی دلچسپی لیتے ہوئے تمام ماہرین' ہنرمند' معمار' نقشہ نویس' خطاط' سنگ تراش اور نقاش' حافظ قرآن' تہجد گزار' متقی اور عبادت گزار رکھے' یہ خوش قسمت لوگ غسل کرکے نوافل ادا کرکے تعمیر کے کام کا آغاز کرتے' مسجد نبوی میں تعمیر کے دوران صبح سے شام تک تلاوت قرآن اور درود شریف کا سلسلہ جاری رہتا' تقریباً پندرہ سال کے عرصہ میں تعمیر وتوسیع کا یہ کام مکمل ہوا:

"یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا"

خدا تعالیٰ کے مقدس کلام کی تلاوت کے دوران تعمیر ہونے والی یہ مسجد نبویؐ جب تکمیل کو پہنچی تو سلطان عبدالمجید تعمیر شدہ مسجد کو دیکھنے کے لئے آیا تو سجدۂ شکر بجالایا' سلطان پر رقت طاری ہوگئی' وہ زاروقطار رونے لگا' اس کی ہچکیاں بندھ گئیں' جب رقت کم ہوئی تو اس نے کہا: میں امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے شایان شان' مسجد تعمیر نہیں کرواسکا' جیسی کروانی چاہئے تھی' کاش اللہ تعالیٰ مجھے توفیق عطافرماتا تو ہر اینٹ سونے اور چاندی کی استعمال کرتا اور انہیں گارے کی بجائے عنبر اور کستوری سے لگا کر چنواتا' تو بھی حق ادانہ کرسکتا:

کہاں میں اور کہاں یہ نکہت گل
نسیم صبح یہ تیری مہربانی ہے

ترک دور کے بعد ۱۳۷۳ہجری میں پہلی سعودی توسیع شاہ عبدالعزیز بن سعود کے دور میں ہوئی' اس توسیع کے بعد مسجد نبوی کا رقبہ سولہ ہزار پانچ سو مربع میٹر ہوگیا' دروازوں کی تعداد ۲۳۲ مغربی دیوار کا طول ۱۲۸ میٹر' ۴۱۹ فٹ' شمالی دیوار ۹۱ میٹر ۲۹۶ فٹ محراب اور ستونوں کی ڈاٹیں ۱۸۹ کھڑکیاں ۴۴' دیواروں اور ستونوں کی گہرائی ۵ میٹر ۱۶ فٹ' میناروں کی بنیادوں کی گہرائی ۱۷ میٹر ۵۵ فٹ میناروں کی بلندی ۷۰ میٹر ۲۲۷ فٹ رکھی گئی۔

سعودی تعمیر کی دوسری توسیع شاہ فیصل بن عبدالعزیز کے دور میں ہوئی' اس توسیع کے نتیجہ میں پچاسی ہزار مربع میٹر کا اضافہ ہوا' اس کے علاوہ ۵۵۵۰ سایہ دار میدان کا اضافہ کیا گیا' مسجد نبوی کی توسیع کے لئے اردگرد کے مکینوں اور رہائشیوں کو شاہ فیصل مرحوم نے دستخط شدہ صاف چیک دیئے تاکہ وہ اپنی مرضی کے مطابق معاوضہ کی رقم لکھ لیں' لیکن مکانوں اور دکانوں کے مالکان نے قطعی معاوضہ لئے بغیر اپنی قیمتی جگہیں مسجد نبوی کے لئے وقف کردیں۔

شاہ فہد بن عبدالعزیز کے دور میں مسجد نبوی کی بلاشبہ تاریخی توسیع عمل میں آئی' سعودی حکومت وزارت اطلاعات کی رپورٹ ۱۹۹۱ء کے مطابق توسیع کے بعد مسجد نبوی کا موجودہ رقبہ ۱۶۵۰۰۰ مربع میٹر ہوگیا ہے۔

۱:...... سابقہ ۷۲ میٹر بلند چار میناروں کی تعداد دس کردی گئی' نئے چھ میناروں کی بلندی ۹۲ میٹر رکھی گئی ہے۔

۲:...... انجینئرنگ کے انتہائی ماڈرن طریقہ کے مطابق متحرک چھتیں بنائی گئی ہیں۔

۳:...... توسیع سے قبل مسجد میں ستائیس ہزار نمازیوں کی گنجائش تھی جو بڑھ کر دو لاکھ ستاون ہزار ہوگئی ہے' مسجد کے صحن اور اس سے ملحقہ اضافی جگہ کا رقبہ دولاکھ پینتیس ہزار مربع میٹر ہے۔

۴:...... تہہ خانے میں ستونوں کی تعداد ۲۵۵۴ ہے' جبکہ مرکزی صحن یعنی زمینی منزل میں ۲۱۷۴ ستون ہیں ستونوں کے بالائی حصے پر پیتل کے منقش تاج لگائے گئے ہیں۔

۵:...... مسجد نبوی کو ٹھنڈا رکھنے کے لئے مسجد سے سات کلومیٹر کے فاصلہ پر جدید ایئرکنڈیشنڈ پلانٹ نصب کیا گیا ہے جو ستر ہزار مربع میٹر کے رقبہ میں واقع ہے۔

(جاری ہے)

فرضیت حج کے بعد تاخیر: گناہ کبیرہ

مفتی عبدالرؤف سکھروی

ہر مسلمان صاحب استطاعت پر حج کرنا فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"اللہ تعالیٰ کی (رضا) کے واسطے بیت اللہ کا حج کرنا فرض ہے ان لوگوں پر جو اس تک جانے کی استطاعت رکھتے ہوں اور جو شخص (اللہ تعالیٰ کا حکم) نہ مانے تو (اللہ تعالیٰ کا اس میں کیا نقصان ہے) اللہ تعالیٰ تو تمام جہان والوں سے بے نیاز ہے۔"

حج کی فرضیت کا حکم راجح قول کے مطابق سن ۹ ہجری میں آیا ہے اور اس کے اگلے سال سن ۱۰ ہجری میں اپنی وفات سے صرف تین ماہ پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بہت بڑی جماعت کے ساتھ حج فرمایا، جو "حجۃ الوداع" کے نام سے مشہور ہے۔ اس سے پہلے ایک موقع پر آپ نے خود بھی حج فرض ہونے کا اعلان فرمایا، چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن خطبہ دیا اور اس میں فرمایا:

"اے لوگو! تم پر حج فرض کردیا گیا ہے، لہٰذا اس کو ادا کرنے کی فکر کرو۔"

حج کب اور کس چیز سے فرض ہوتا ہے، اس کی وضاحت اس حدیث میں ہے:

"حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے پوچھا کہ: کیا چیز حج کو واجب کرتی ہے؟ آپ نے فرمایا: سامان سفر اور سواری۔"

قرآن کریم کی آیت بالا میں حج فرض ہونے کی شرط: "من استطاع الیہ سبیلا" بتائی گئی ہے کہ حج ان لوگوں پر فرض ہے جو سفر کرکے مکہ معظمہ تک پہنچنے کی استطاعت رکھتے ہوں، سوال کرنے والے صحابی نے اس استطاعت کی وضاحت چاہی تو آپ نے مختصراً اس بارے میں فرمایا کہ ایک تو سواری کا انتظام ہو جس پر مکہ معظمہ تک سفر کیا جاسکے (خواہ اپنی ہو یا کرایہ کی) اور اس کے علاوہ کھانے پینے جیسی ضروریات کے لئے اتنا سرمایہ ہو جو اس زمانہ سفر کے گزارے کے لئے کافی ہو۔

حضرات فقہا کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے احادیث و آیت میں غور فرما کر استطاعت کی ایسی وضاحت فرمادی کہ اس کی روشنی میں ہر شخص اپنے اوپر حج فرض ہونے کا فیصلہ آسانی سے کرسکتا ہے۔ آپ بھی اس میں غور کرلیجئے، حج فرض ہونے میں جو قدرت اور استطاعت شرط ہے اس کی تفصیل یہ ہے۔

جس مسلمان عاقل، بالغ، صحت مند، غیر معذور کے پاس اس کی اصلی اور بنیادی ضروریات سے زائد اور فاضل مال اتنا ہو جس سے وہ بیت اللہ تک آنے جانے اور وہاں کے قیام و طعام کا خرچ برداشت کرسکے اور اپنی واپسی تک ان اہل و عیال کے خرچ کا انتظام بھی کرسکے جن کا نان ونفقہ اس کے ذمہ واجب ہے اور راستہ بھی مامون ہو تو ایسے ہر مسلمان پر حج فرض ہے۔

عورت کے لئے چونکہ بغیر محرم کے سفر کرنا شرعاً جائز نہیں، اس لئے وہ حج پر اس وقت قادر سمجھی جائے گی جب اس کے ساتھ کوئی محرم حج کرنے والا ہو، خواہ محرم اپنے خرچ سے حج کررہا ہو یا یہ عورت اس کا سفرخرچ بھی برداشت کرے۔

حج کرنے کی قدرت اور استطاعت رکھنے کے باوجود جو لوگ حج نہ کریں، اس کے لئے حدیث میں بڑی سخت وعید ہے، حدیث ملاحظہ ہو:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کے پاس سفر حج کا ضروری سامان ہو اور اس کو سواری میسر ہو جو بیت اللہ تک اس کو پہنچا سکے، پھر وہ حج نہ کرے، تو کوئی فرق نہیں کہ وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر، اور یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ: "اللہ تعالیٰ کے لئے بیت اللہ کا حج فرض ہے، ان لوگوں پر جو اس تک جانے کی استطاعت رکھتے ہوں۔" (جامع ترمذی)

مطلب یہ ہے کہ حج کرنے کی استطاعت رکھنے کے باوجود جو لوگ حج نہ کریں، ان کا اس حالت میں مرنا اور یہودی یا عیسائی ہو کر مرنا گویا برابر ہے (معاذ اللہ)، یہ بالکل ایسی وعید ہے کہ

جیسے نمازی کو نماز نہ پڑھنے کی وجہ سے کفر و شرک کے قریب کہا گیا ہے، قرآن مجید میں حق تعالیٰ کا ارشاد ہے:

”نماز کی پابندی کرو اور شرک
کرنے والوں میں سے مت رہو۔“

جس سے معلوم ہوا کہ نماز نہ پڑھنا مشرکوں والا عمل ہے، اس طرح حج نہ کرنے والوں کو یہود و نصاریٰ کے مشابہ بتایا گیا ہے اور نماز نہ پڑھنے والوں کو مشرکوں کے، اس کا راز یہ ہے کہ عیسائی اور یہودی حج نہیں کرتے، لہٰذا باوجود قدرت کے حج نہ کرنا ان کے ساتھ مشابہت ہے اور عرب کے مشرکین حج کرتے تھے لیکن وہ نماز نہیں پڑھتے تھے، اس لئے نماز نہ پڑھنے کو مشرکوں والا عمل بتایا... بہرحال آیت اور حدیث کا مطلب یہ ہے کہ بغیر حج کئے مرنے والے ناشکرے اور نافرمان بندے کی اللہ تعالیٰ کو کوئی پرواہ نہیں۔

آیت مذکورہ میں حج نہ کرنے والوں سے اللہ تعالیٰ نے جس بیزاری کا اظہار فرمایا ہے، اس کے بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد ہلا دینے والا ہے جو تفسیر درمنثور میں ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے: جو شخص تندرست ہو اور پیسہ والا ہو کہ حج کے لئے جانے کی اس میں استطاعت ہو اور پھر بغیر حج کئے وہ مرجائے تو قیامت کے دن اس کی پیشانی پر ”کافر“ کا لفظ لکھا ہوا ہوگا، اس کے بعد انہوں نے یہی آیت ”ومن کفر“ آخر تک پڑھی۔

ایک اور روایت میں:

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ جو شخص حج کی استطاعت رکھتا ہو اور حج نہ کرے (اور بغیر حج کئے مرجائے) تو قسم کھا کر کہہ دو کہ وہ عیسائی مرا ہے یا یہودی مرا ہے۔

حج کی استطاعت کے باوجود جو بغیر حج کئے مرنے والے کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مذکورہ ارشاد ممکن ہے کہ ان کی یہی تحقیق ہو ورنہ حضرات علماء کرام رحمہم اللہ کے نزدیک حج نہ کرنے سے کوئی شخص کافر نہیں ہوتا بلکہ انکار کرنے سے کافر ہوتا ہے۔

بہرحال حج کی استطاعت رکھتے ہوئے حج نہ کرنا کافرانہ طرز عمل ہے جو سخت گناہ ہے، جس سے توبہ واجب ہے اور حج فرض ادا کرنے کی فکر کرنا لازم ہے۔

بعض لوگ حج فرض ہونے کے باوجود حج ادا کرنے سے بڑی غفلت برتتے ہیں اور مختلف قسم کی تاویلیں اور بہانے پیش کرتے ہیں، ذیل میں ایسے لوگوں کی کچھ تاویلیں پیش کی جارہی ہیں جو احادیث بالا میں بیان کردہ وعیدوں کی روشنی میں بالکل باطل ہیں۔

اگر کسی کو یہ یاد دلائیں کہ بھائی آپ صاحب مال ہیں، آپ کے اوپر حج فرض ہے اس کو ادا کیجئے! تو جواب یہ دیا جاتا ہے کہ ہمارے گھر میں ماحول نہیں ہے، اس قسم کی ہمارے یہاں باتیں نہیں ہوتیں اور جب تک ماحول نہ ہو ایسا کرنے کا فائدہ کیا؟ حالانکہ وہ ہر سال تمام بچوں اور گھر والوں کے ساتھ بمع ملازمین مری، سوات گھومنے جائیں گے۔ سنگاپور، پیرس اور لندن جائیں گے، لیکن نہیں جائیں تو حج کے لئے نہیں جائیں گے۔ حج کے لئے ماحول نہ ہونے کا بہانہ کریں گے مگر! یہ بہانہ آخرت میں نہ چل سکے گا اور خدا کے عذاب سے نہ بچاسکے گا۔ سوچ لیں۔

کچھ لوگ یہ عذر پیش کرتے ہیں کہ حج پر تو بعد میں جائیں گے، پہلے نماز، روزہ کے تو پابند ہوجائیں۔ انہیں سمجھاؤ کہ بھائی! جب تم حج پر جاؤ گے تو ایک طرح سے تمہاری تربیت ہوگی اور جب ۴۰ سے ۵۰ روز تک گھر سے باہر رہ کر صرف حرم پاک اور مسجد نبوی میں یہ سارا وقت لگے گا اور ایک خاص عبادت والا ماحول ہوگا تو تم تمام دوسری عبادتوں کے بھی عادی ہوجاؤ گے... اور تمہارے اندر بڑی تبدیلی ہوجائے گی، لیکن پھر بھی نہیں سمجھے... اصل بات یہی ہے کہ حج کرنا نہیں چاہتے، کیونکہ اول تو حج کا فرض ہونا نماز، روزہ کی پابندی پر موقوف نہیں، دوسرے نماز، روزہ کی پابندی بھی تو اپنے اختیار میں ہے، جب چاہو پابند ہوجاؤ، کیا مشکل ہے۔

کچھ لوگ اس طرح تاویلیں پیش کرتے ہیں کہ ایک حج ہی ادا کرنے کے لئے رہ گیا ہے اور بھی تو دوسرے فرائض ہیں۔ رشتہ داروں کے حقوق ہیں، بچوں کی تعلیم ہے اور نہ جانے کیا کیا بہانے تراشتے ہیں کہ پہلے ان کو پورا کرلیں پھر حج بھی کرلیں گے، اتنی جلدی کیا ہے؟ ایسے لوگ درج ذیل احادیث میں غور کریں:

☆ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو حج کا ارادہ کرے اس کو جلدی کرنا چاہئے۔

☆ دوسری حدیث میں یہ ارشاد ہے کہ فرض حج میں جلدی کرو، نہ معلوم کیا بات پیش آجائے۔

☆ ایک حدیث میں ہے کہ حج کرنے میں جلدی کرو نہ معلوم کیا عذر پیش آجائے۔ (کنز)

ان احادیث کی بنا پر ائمہ میں سے ایک بڑی جماعت کا مذہب یہ ہے کہ جب کسی شخص پر حج فرض ہوجائے تو اس کو فوراً ادا کرنا واجب ہے تاخیر کرنے سے گناہ گار ہوتا ہے۔

کچھ لوگ حج پر اس لئے نہیں جاتے کہ بھائی! بس حج کے بعد کوئی گناہ نہیں کرنا، اس لئے بس زندگی کے آخری ایام میں حج کریں گے تاکہ بعد میں پھر کوئی گناہ نہ کریں۔ یہ بھی محض ایک بہانہ ہے کیونکہ

یہ تو معلوم نہیں کہ زندگی کتنی ہے اور وہ کب پوری ہوجائے، اگر زندگی کے آخری ایام کے انتظام میں موت آگئی تو پھر کیا ہوگا؟ اس لئے زندگی کے آخری حصہ میں حج کرنے کا انتظار کئے بغیر جتنی جلدی ممکن ہوسکے حج کرلینا چاہئے۔

کچھ لوگ یہ تاویل پیش کرتے ہیں کہ بھائی! پہلے ہی بچیاں سیانی گھر بیٹھی ہیں، پہلے ان کی شادی کے فرض سے سبکدوش ہوجائیں، باقی چیزیں بعد کی ہیں، بچیوں کی شادی سے فراغت کے بعد حج کا پروگرام بنائیں گے، جبکہ بچیوں کی ابھی نہ منگنی ہوئی ہے نہ سامنے کوئی رشتہ ہے اور کچھ معلوم نہیں کب ان کی شادی ہوگی، اس لئے ان کے نکاح کے انتظار میں حج فرض کو موخر کرنا درست نہیں، ان کی حفاظت کا تسلی بخش انتظام کرکے حج کے لئے جانا چاہئے۔

کچھ لوگ یہ عذر پیش کرتے ہیں کہ چونکہ بچے ابھی چھوٹے ہیں اور کاروبار کی دیکھ بھال کرنے والا کوئی نہیں ہے، اس لئے بچے جب بڑے ہوجائیں گے اور کاروبار سنبھال لیں گے تو پھر حج پر جائیں گے، یہ بھی محض نفس کا بہانہ اور حج کرنے سے جی چرانا ہے، نہ معلوم کب بچے بڑے ہوں اور کب وہ کاروبار سنبھالیں! اگر بچوں کا پہلے ہی انتقال ہوگیا یا بڑے میاں کا وقت پہلے ہی آگیا تو پھر حج کا کیا ہوگا؟ بہرحال کسی قابل اعتماد شخص کو کاروبار سپرد کرکے حج کے لئے جائیں اور اگر کوئی بھروسہ کا آدمی نہ ملے تو دکان بند کرکے حج کے لئے جائیں۔

بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ جب تک اولاد اپنے ماں باپ کو حج نہ کرائیں اور ماں باپ حج نہ کرلیں، اس وقت تک اولاد حج نہیں کرسکتی، اس لئے پہلے وہ والدین کو حج کرانے کی فکر کرتے ہیں جبکہ والدین پر حج فرض نہیں ہوتا اور اس طرح اولاد اپنا حج فرض ادا نہیں کرتی یہ بھی سراسر غلط ہے اولاد پر ماں باپ کو حج کرانا ہرگز فرض نہیں اگر اولاد پر حج فرض ہوجائے تو پہلے وہ اپنا حج کریں پھر اگر اللہ پاک مزید استطاعت دیں تو والدین کو بھی حج کرادیں۔

بعض لوگ حج کے بارے میں یہ بہانہ کرتے ہیں کہ یہ وقت کھانے کمانے کا ہے، پہلے کچھ کمالیں پھر حج کریں گے، یہ بھی نفس وشیطان کا دھوکا ہے، ایسے لوگ اصل میں یہ سمجھتے ہیں کہ حج سے پہلے کاروبار میں دھوکا فریب، جھوٹ، سود، رشوت، کم تولنا کم ناپنا، نقلی کو اصلی بناکر بیچنا سب چلتا ہے، حج سے آنے کے بعد اگر یہ گناہ کئے تو بڑی بدنامی ہوگی، لوگ کہیں گے حاجی صاحب ہوکر ایسا کام کرتے ہیں، اس لئے وہ جوانی میں حج نہیں کرتے، اور جب بوڑھے ہوجائیں گے اور کسی قابل نہ رہیں گے تو حج کرنے جائیں گے تاکہ واپس آنے کے بعد حج کی نیک نامی باقی رہے، ایسے لوگوں کو چاہئے کہ وہ اس دھوکا سے بچیں اور مذکورہ گناہوں سے توبہ کریں اور صحت وجوانی میں حج کریں۔

بعض لوگ وہ ہیں جن پر حج فرض ہے اور ان کے پاس اس قدر پیسے ہیں، جن سے وہ خود تو حج کرسکتے ہیں البتہ اپنی بیوی کو حج پر لے جانے کی استطاعت نہیں رکھتے لیکن وہ بیوی کے اصرار کی وجہ سے یا اپنی مرضی سے اس انتظار میں رہتے ہیں کہ جب بیوی کو ساتھ لے جانے کے قابل ہوں گے، اس وقت میاں بیوی دونوں ساتھ حج کرنے جائیں گے۔ واضح رہے کہ بیوی کو ساتھ لے جانے کے انتظار میں حج کو موخر کرنا درست نہیں اور بیوی کو بھی اپنی وجہ سے خاوند کو حج فرض ادا کرنے سے روکنا درست نہیں، خاوند کو چاہئے کہ اس وقت وہ خود حج ادا کرے پھر بعد میں اللہ تعالیٰ توفیق دیں تو بیوی کو بھی حج کرادے۔

بعض لوگ خصوصاً عورتیں یہ بہانہ بناتی ہیں کہ ابھی بچے چھوٹے ہیں اور ہم نے کبھی بچوں کو اکیلا نہیں چھوڑا، انہیں اکیلا چھوڑ کر کیسے جائیں؟ یہ بھی محض ایک بہانہ ہے۔ ان کو اگر کسی دوسری جگہ کا سفر پیش آجائے یا کسی مرض کی وجہ سے ہسپتال جانا پڑے تو اس وقت چھوٹے بچوں کا سب انتظام ہوجاتا ہے، جب وہاں انتظام ہوسکتا ہے تو حج کے لئے جانے پر بھی انتظام ہوسکتا ہے، اس لئے بچوں کی حفاظت کا مناسب بندوبست کرکے حج ادا کرنے کی فکر کرنی چاہئے۔

حج نہ کرنے کے مذکورہ تمام حیلے اور بہانوں کا ایک ہی جواب ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”جس شخص کے لئے واقعتا کوئی مجبوری حج کرنے میں حائل نہ ہو یا ظالم بادشاہ کی طرف سے کوئی رکاوٹ نہ ہو یا ایسی شدید بیماری لاحق نہ ہو جو حج کرنے سے روک دے پھر وہ بغیر حج کئے مرجائے تو اس کو اختیار ہے کہ چاہے یہودی ہوکر مرے یا عیسائی ہوکر مرے۔“

اس لئے مرنے سے پہلے جتنی جلدی ممکن ہو، حج فرض ادا کرنے کی فکر کریں۔ جو لوگ حج فرض ہونے کے باوجود اس کو ادا نہیں کرتے ان کے واسطے جہاں حدیث بالا میں سخت ترین وعید ہے، وہاں ان کا ایک زبردست خسارہ اور نقصان یہ ہے کہ حج کرنے پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو زبردست مغفرت، دوزخ سے آزادی، رضائے الٰہی کا حصول، درجات کی بلندی اور بے شمار اجر وثواب ملتا ہے، حج نہ کرنے والے ان سے بھی محروم ہوجاتے ہیں۔

☆☆......☆☆

چناب نگر میں

ختم نبوت کورس پر پابندی عائد کرنے کی جسارت

مولانا محمد علی صدیقی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام عرصہ ۲۵،۲۰ برس سے چناب نگر میں مسجد و مدرسہ ختم نبوت میں سالانہ رد قادیانیت وعیسائیت کورس ہوتا ہے اور اس سال بھی ۵/ شعبان سے ۲۵/ شعبان تک شروع ہے۔ اچانک نہ جانے حکومت کو کیا خیال آیا کہ اس کورس پر پابندی لگانے کے لئے چند دن قبل علاقہ کی فورسز کو مدرسہ پر چڑھائی کا آرڈر کر دیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما مولانا اللہ وسایا مدظلہ اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے کورس ختم کرنے کی وجہ پوچھی کہ ایک طویل عرصہ سے مسجد و مدرسہ اس علاقہ میں مالکانہ حقوق کے تحت قائم ہیں، کبھی بدامنی نہیں کی بلکہ پُرامن انداز میں علمی، تبلیغی کام ہو رہا ہے تو انتظامیہ کے پاس بس ایک ہی جواب تھا کہ ہم نے تو پُرامن کی رپورٹ کی ہے لیکن اوپر سے حکم ہے کہ کورس ختم کرائیں اگر نہیں تو گرفتاری ہوگی۔

اس پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے حضرات نے فوری طور پر فیصلہ کیا کہ کورس تو انشاء اللہ ہر حال میں ہوگا اور اگر گرفتاری ہوتی ہے اس کے لئے ہم ہر حال میں ہر وقت تیار ہیں۔

حکومت کے اس غلط فیصلہ پر عقیدہ ختم نبوت سے محبت رکھنے والے تمام مسلمانوں کو دلی صدمہ ہوا۔ وفاق المدارس عربیہ پاکستان کے ناظم اعلیٰ قاری محمد حنیف جالندھری نے ہوم سیکرٹری سے بات کی تو انہوں نے زبانی کارروائی نہ کرنے کی یقین دہانی کرائی لیکن خطرات ابھی تک منڈلا رہے ہیں، اس لئے کہ واضح تردید نہیں کی۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ایک غیر سیاسی جماعت ہے جو خالصتاً عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے قانونی طریقہ سے جدوجہد کر رہی ہے۔ الحمدللہ! اس جماعت کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ تمام مکاتب فکر کے حضرات اور ملک کی تمام سیاسی و دینی جماعتیں عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے مجلس تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم پر جمع ہوتی ہیں اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ایسی کسی سرگرمی میں حصہ نہیں لیتی جس سے ملک کی ساکھ متاثر ہوتی ہو، عرصہ چوبیس سال سے اس علاقہ چناب نگر میں مسلم کالونی میں نو کنال کے رقبہ پر مشتمل مسجد اور مدرسہ میں کام کر رہی ہے۔ الحمدللہ! قرب وجوار اور پورے ملک سے طلبا اس جگہ آکر دین کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں عرصہ تیس سال سے سالانہ ختم نبوت کانفرنس ہر سال اکتوبر میں منعقد کی جاتی ہے، حسب معمول انشاء اللہ امسال بھی ۱۵،۱۴ اکتوبر کو منعقد ہوگی جس میں تمام مکاتب فکر کے حضرات تشریف لائیں گے، یہ اجتماع ایک پُرامن اور مثالی اجتماع ہوتا ہے اور آج تک کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش نہیں آیا۔

اس کے برعکس قادیانیوں کی طرف سے کئی واقعات اشتعال انگیز ہو چکے اور ہو رہے ہیں۔ سب سے پہلی بات تو یہ کہ بہت سے دیہاتوں کے راستے چناب نگر شہر سے ہو کر جاتے ہیں، اردگرد کے مسلمانوں کو قادیانی تلاشی کے نام پر تنگ کرتے ہیں۔ مولانا قاری اللہ یار ارشد کو اغوا کر کے بُری طرح تشدد کا نشانہ بنایا گیا تھا جس کی وجہ سے وہ کافی عرصہ صاحب فراش رہے، اسی طرح عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چناب نگر کے مبلغ مولانا غلام مصطفیٰ پر کئی مرتبہ تشدد کرنے کی کوشش کی جب وہ مسلم کالونی سے مسجد

اسلام دشمن، مسلمانوں کا تعلق پیغمبر رحمت ﷺ سے کاٹ دینا چاہتے ہیں

کوئٹہ (حافظ حمزہ ملوک) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بلوچستان کے مبلغ مولانا محمد یونس سیفی نے کوئٹہ کی جامع مسجد عمر میں خطاب کرتے ہوئے عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت بیان کی اور کہا کہ انبیاء علیہم السلام نے رحمت دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہونے کی دعا کی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام صاحب شریعت وکتاب رسول تھے ان کی بھی یہی خواہش تھی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بھی یہی خواہش تھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمانوں پر زندہ اٹھالیا اور قرب قیامت میں رحمت دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی کی حیثیت سے ان کا نزول ہوگا۔ مولانا نے کہا کہ مرزا قادیانی نے نبوت پر شب خون مارا اور دعویٰ کیا کہ عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں (نعوذ باللہ) میں مسیح موعود ہوں۔ انہوں نے کہا کہ قادیانیوں اور دوسرے اسلام دشمنوں کی کوشش ہے کہ مسلمانوں کا تعلق خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سے منقطع کردیں۔ اس لئے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کا موقع جانے نہیں دیتے۔ گناہگار مسلمان شافع محشر کی شان میں گستاخی برداشت نہیں کرسکتا۔ فتنہ قادیانیت حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخوں کا ٹولہ ہے جب تک ایک قادیانی بھی موجود ہے ختم نبوت کے خدام اس کا تعاقب جاری رکھیں گے۔

محمد یہ ریلوے اسٹیشن جمعہ کے لئے تشریف لاتے ہیں تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ چناب نگر میں ملک پاکستان کے قانون کا کوئی عمل دخل نہیں ہے، یہاں قادیانی اسٹیٹ قائم ہے، جہاں قادیانی قانون چلتا ہے اور قادیانی سر عام کہتے ہیں کہ ہم پاکستان کے کسی آئین کو تسلیم نہیں کرتے، لیکن صوبائی و وفاقی حکومت کو ان کی دہشت گردی نظر نہیں آتی، ان کو دہشت گرد صرف مہمانان رسول نظر آتے ہیں؟؟

ردقادیانیت کورس کی تاریخ صرف ۲۰ سال کی نہیں بلکہ اس کی عمر ملک عزیز کے برابر ہے، پاکستان بننے کے بعد سب سے پہلا کورس حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، مولانا محمد علی جالندھریؒ کی نگرانی میں چنیوٹ میں ہوا، اس کے مدرس اول سابق قادیانی اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے چوتھے امیر حضرت مولانا لال حسین اخترؒ تھے، مولانا طالب علمی کے زمانہ میں قادیانی چنگل میں پھنس گئے تھے، پھر اللہ تعالیٰ نے ہدایت نصیب کی اور مسلمان ہونے کے بعد عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کمربستہ ہوگئے اور اس انداز میں کام کیا کہ قادیانیوں کو عاجز آکر اپنے اخبار الفضل میں اعلان لگانا پڑا کہ کوئی قادیانی لال حسین اختر سے مناظرہ نہ کرے اور کسی قادیانی کو مولانا کے سامنے آنے کی ہمت نہیں ہوتی تھی۔ مولانا فرمایا کرتے تھے کہ: ”قادیانی زہر کا پیالہ پی لیں گے لیکن لال حسین کے سامنے نہیں آئیں گے۔“

اللہ تعالیٰ نے مولانا کی تبلیغ سے ایک بہت ہی اہم قادیانی راہنما بشیر احمد مصری کو اسلام کی توفیق نصیب فرمائی۔

اب دیکھنا ہے کہ عرصہ ۲۰ سال سے جو کورس پُرامن طریقے سے چلا آرہا تھا پھر کون سی اچانک افتاد آن پڑی کہ ایمرجنسی کے طور پر اس پر پابندی عائد کی جارہی ہے اور علاقائی انتظامیہ خود اس بات کی معترف ہے کہ ہم تو مطمئن ہیں لیکن ”اوپر“ کا حکم ہے، یہ بات وضاحت طلب ہے کہ اوپر کا حکم کس کا؟ قادیانیوں کو بھائی کہنے والوں کا یا وفاقی گورنمنٹ کا؟ وہ کون سی لابی ہے جو اس کورس کے خلاف خفیہ انداز میں درخواستیں دے رہی ہے، یہ کورس تو اس وقت بھی ہوتے رہے جب ملک میں عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے تحریک ہائے ختم نبوت ۱۹۵۳ء، ۱۹۷۴ء اور ۱۹۸۴ء چل رہی تھیں اور قادیانیت کے خلاف ایک بھرپور نفرت سے پورے ملک میں جلسہ، جلوس اور احتجاج کی صدائیں بلند ہورہی تھیں اور اس وقت قادیانیوں کے اہم حضرات ظفر اللہ خان، جنرل اختر علی، جنرل عبدالعلی، ایئر مارشل ظفر چوہدری، ایم ایم احمد کلیدی عہدوں پر موجود تھے اور اس کو سپورٹ کرنے والے سکندر مرزا، خواجہ ناظم الدین اور دیگر قادیانی نواز پیش پیش تھے، اس وقت کورس پر پابندی عائد نہیں ہوئی۔

اب کون سی ایسی ایمرجنسی کی صورت حال پیدا ہوگئی یا یہ کورس اتنا خطرناک ہوگیا جس پر پابندی عائد کرنا ضروری ہوگیا، حالانکہ اس کورس کے طلبا کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اساتذہ اس قدر مصروف رکھتے ہیں کہ ان بے چاروں کو صبح فجر سے ایک گھنٹہ پہلے بیدار کر کے اور پھر رات گیارہ بجے آرام کا وقت دیا جاتا ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بزرگ راہنما مولانا اللہ وسایا مدظلہ، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی اور مولانا غلام مصطفیٰ ان کی نگرانی کرتے ہیں۔

ایسا محسوس ہوتا ہے کہ قادیانی اور قادیانی نواز لابی ایک بار پھر مسلمانوں کو مجبور کر رہی ہے کہ پورے ملک میں ان کے خلاف تحریک چلے اور ہونا بھی یہی ہے کہ تحریک ختم نبوت مسلمانوں کے چلانے سے نہیں چلتی بلکہ قادیانیوں کی بے وقوفیوں سے چلتی ہے، بعض قادیانی اہم افسران کو غلط فہمی ہو جاتی ہے کہ اب ہم ملک کے حکمران بن گئے، اسی زعم میں اوچھے ہتھکنڈے کا استعمال کرتے ہیں اور بس یہی بات تحریک کو ہوا دیتی ہے اور ایسی تحریک چلتی ہے کہ کوئی اس کو روک نہیں سکتا، اس لئے کہ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے مسلمان اپنی پیاری جان تو قربان کر دیتا ہے لیکن ایمان کا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کا سودا نہیں کرتا، لہٰذا صوبائی حکومت ہو یا وفاقی حکومت، وہ قادیانیوں کی حوصلہ افزائی نہ کریں اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ میں ہونے والے ردقادیانیت کورس پر پابندی عائد کرنے کی غلطی نہ کریں۔

☆☆.........☆☆

ایک کڑوا گھونٹ

حضرت ڈاکٹر عبدالحی عارفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ: نگاہ کا غلط استعمال باطن کے لئے سم قاتل ہے، اگر باطن کی اصلاح منظور ہے تو سب سے پہلے اس نگاہ کی حفاظت کرنا ہوگی، یہ کام بڑا مشکل نظر آتا ہے، ڈھونڈنے سے بھی آنکھوں کو پناہ نہیں ملتی، ہر طرف سے بے حجابی، بے پردگی، عریانی اور فحاشی کا بازار گرم ہے، ایسے میں اپنی نگاہوں کا بچانا مشکل نظر آتا ہے، لیکن اگر ایمان کی حلاوت حاصل کرنا منظور ہے اور اللہ جل شانہ کے ساتھ تعلق اور محبت منظور ہے اور اپنے باطن کی صفائی، تزکیہ اور طہارت منظور ہے تو پھر یہ کڑوا گھونٹ پیئے بغیر بات آگے نہیں بڑھ سکتی، لیکن یہ کڑوا گھونٹ ایسا ہے کہ شروع میں تو یہ بہت کڑوا ہوتا ہے مگر جب اس کی عادت ڈال لو تو پھر یہ گھونٹ ایسا میٹھا ہو جاتا ہے کہ پھر اس کے بغیر چین نہیں آتا۔ (ارشادات اکابر)

انتخاب: قاری محمد مظہر حسین، منڈی جہانیاں

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے زیر اہتمام

محافل حسن قرأت اور حمد ونعت

کراچی (مولانا توصیف احمد) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کی زیر اہتمام الحمدللہ امسال بھی گزشتہ سالوں کی طرح مختلف علاقوں میں محافل حسن قرأت اور حمد و نعت منعقد کی گئیں۔ ان تمام محافل میں علماء و طلباء، عوام الناس اور کارکنان ختم نبوت، عاشقان مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اور شائقین نے بھرپور شرکت کی اور ان پروگراموں کو خوب سراہا۔

پہلا پروگرام ۲۴/ جولائی بروز ہفتہ بعد نماز عشاء منظور کالونی جامع مسجد اقصیٰ پہاڑی والی میں مولانا محمد بلال خطیب مسجد ہذا کی زیر نگرانی منعقد کیا گیا۔ تلاوت کلام پاک حافظ حمزہ، قاری تصور حیات نے کی، بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں گلہائے عقیدت پیش کرنے والوں میں سعید احمد، عمر فاروق، حافظ عرفان سعید، حافظ وجیہ الدین اور معروف نعت خواں حافظ محمد اشفاق شامل تھے۔ لاہور کے کم سن قاری سیّد لبیق ساجد شاہ بخاری، بہاولپور کے استاذ القراء مولانا منظور احمد اور زینت القراء مولانا قاری احسان اللہ نقشبندی نے اپنی مسحور کن آواز میں تلاوت کلام پاک سے سامعین کے دلوں کو جلا بخشی، تمام حضرات نے خوب داد دی۔ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض مولانا محمد عثمان نے انجام دیئے۔

اس موقع پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد نے اپنے مخصوص انداز میں خطاب کرتے ہوئے مجلس کا تعارف کرایا اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے اکابرین کی خدمات و کردار کو خراج تحسین پیش کیا۔ مولانا محمد اشرف، مولانا محمد رضوان، حافظ ابوبکر نعمانی، محمد عمران، قاری سعید احمد، مولانا حشمت اللہ خان، مولانا محمد یونس اور دیگر احباب نے اس پروگرام کو کامیاب بنانے میں خوب محنت کی۔ رب کریم جزائے خیر عطا فرمائے۔

دوسرا پروگرام ۲۵/ جولائی بروز اتوار بعد نماز عشاء جامع محمد الکبریا دھوراجی میں مولانا محمد قاسم کی زیر نگرانی منعقد ہوئی۔ تلاوت کلام پاک کی اولاً سعادت خوش الحان قاری سیّد لبیق ساجد شاہ بخاری نے حاصل کی اور حافظ وجیہ الدین نے نعت پیش کی۔ بعدازاں مشہور و معروف حضرات نے اپنی خوبصورت آواز میں قرآن پاک کی تلاوت کی اور سامعین و شائقین کے دل موہ لئے۔ مولانا قاری احسان اللہ فاروقی نقشبندی اور ہر دلعزیز قاری محمد ابراہیم کانسی نے تلاوت کے ذریعے ایک سماں باندھ دیا۔ تمام حاضرین عش عش کر اٹھے اور دل کھول کر داد دی۔ مولانا قاضی احسان احمد نے اپنے خطاب میں کہا کہ جب اللہ رب العزت نے قرآن کریم کی سو آیات میں عقیدہ ختم نبوت کا تذکرہ فرمایا اور اعلان فرمادیا کہ اب قیامت تک آپ ﷺ آخری نبی ہیں، آپ کی لائی ہوئی شریعت آخری شریعت ہے، تمام مسلمانوں کو چاہئے کہ عشق رسالت کا حق ادا کرتے ہوئے ناموس رسالت کی حفاظت کی فکر کریں۔

تیسرا پروگرام ۲۶/ جولائی بروز پیر بعد نماز عشاء جامع مسجد پی آئی بی کالونی میں مولانا مفتی محمد عبداللہ اور مولانا شفیق الرحمن کی زیر سرپرستی منعقد ہوا۔ حافظ عبدالوہاب، حافظ عبدالمنیب نے تلاوت کی اور نعت شریف محمد ناصر نے پیش کی بعدازاں حافظ محمد اشفاق نے نعت رسول مقبول پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔ آخر میں خصوصی تلاوت قاری سیّد لبیق ساجد شاہ بخاری، مولانا قاری احسان اللہ نقشبندی اور قاری محمد ابراہیم کانسی نے کیں اور اپنی مسحور کن

قادیانیت کسی مذہب کا نام نہیں بلکہ اسلام اور پیغمبر اسلام کے خلاف بغاوت کا نام ہے

ٹوبہ ٹیک سنگھ (پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کے زیر اہتمام دوروزہ رد قادیانیت کورس شہر کے مختلف علاقوں میں ضلعی امیر حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی کی زیر سرپرستی، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی شوریٰ کے رکن اور ناظم مجلس ٹوبہ قاضی فیض احمد کی زیر صدارت، مولانا سعد اللہ اور قاضی امتیاز احمد کی زیر نگرانی مولانا لطف اللہ لدھیانوی، مولانا مجیب الرحمن لدھیانوی کی شبانہ روز محنتوں کے نتیجہ میں منعقد ہوا۔ پروگرام کے انعقاد میں مبلغ مجلس مولانا حبیب احمد کی کوششیں قابل قدر ہیں۔ کورس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے مبلغ مولانا عزیز الرحمن ثانی نے فتنہ قادیانیت کی سنگینی اور ان کے مکروہ چہرہ سے پردہ چاک کیا اور قرآن وسنت، اجماع امت اور اعلیٰ عدالتوں کے فیصلوں کی روشنی میں قادیانیت کے کفر کو ثابت کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے عقیدہ کو واضح طور پر سامعین کے سامنے پیش کیا۔ شرکائے کورس سے خطاب کرتے ہوئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے مرکزی رہنما مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے اوصاف نبوت کے عنوان پر زبردست لیکچر دیا اور سامعین کو عقلی اور نقلی دلائل سے مالا مال کیا۔ آخر میں تمام شرکاء نے زندگی بھر تحفظ ختم نبوت کے مشن کو آگے بڑھاتے کا عزم کیا اور قادیانی مصنوعات کے بائیکاٹ کا وعدہ کیا۔ رب کریم جملہ احباب کی محنتوں کو شرف قبولیت نصیب فرمائے۔

آوازوں کے ذریعے مجمع پر سکتہ طاری کر دیا۔ اس پروگرام میں مولانا شفیق الرحمن نے بیان کرتے ہوئے کہا کہ ہماری سب سے اہم ذمہ داری حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا دفاع ہے اور ہم سب اس کے لئے دل وجان سے تیار ہیں۔

اس سلسلہ کی چوتھی مبارک محفل ۲۷/ جولائی بروز منگل شب برأت کو شمیم مسجد دہلی کالونی میں بھائی آفتاب اور ان کے رفقاء کی زیر نگرانی منعقد ہوئی۔ شب برأت اور ایسی تقریب سعید! اللہ! اللہ! پروگرام عشاء کے بعد سے شروع ہوکر رات ڈھائی بجے اختتام پذیر ہوا، بہت سارے قرا کرام نے تلاوت قرآن کی برکات سمیٹیں جن میں قاری نادر شاہ، شعیب ہارون، مولانا تاج محمد، قاری جعفر طیار تھے۔ نعت کے لئے ابتدا وسیم راہی، عرفان سعید تھے بعد ازاں مشہور ثنا خوان امان اللہ قاضی، حافظ محمد سعید، حافظ محمد اشفاق تشریف لائے جنہوں نے اپنی دلکش آواز کے ذریعے محفل کو گلزار بنا دیا۔ مولانا یحییٰ بن زکریا، قاری احسان اللہ نقشبندی اور قاری محمد ابراہیم کانی جیسے ملک کے نامور قراء حضرات نے قرآن کریم کی تلاوت کا حق ادا کرتے ہوئے سامعین کی ایمانی قوت کو جلا بخشی۔ اس بابرکت رات اور مبارک محفل میں خطاب کرتے ہوئے قاضی احسان احمد نے کہا کہ ختم نبوت کے لئے جس طرح مردوں نے قربانیاں دیں، اسی طرح خواتین نے بھی قربانیاں پیش کیں۔ انہوں نے ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمن جالندھری مدظلہ کے حوالے سے ایک ایمان افروز واقعہ بیان کر کے پورے مجمع کو آبدیدہ کر دیا۔ قاضی صاحب نے کہا کہ تحریک ختم نبوت کے دور میں علماء کا وفد ملتان دفتر میں موجود تھا، باہر دروازہ پر ایک خاتون دو معصوم بچوں سمیت آئی، پوچھنے پر بتانے لگی کہ میرا خاوند فوجی افسر تھا، وہ مرزائی ہو گیا، محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا باغی ہو گیا، جب میں نے اپنے خاوند کے مرتد ہونے کا سنا تو میں اپنا سب کچھ گھربار، جائیداد چھوڑ کر صرف اپنے دو بچوں کو لے کر چلی آئی ہوں، آپ ﷺ سے تعلق توڑنا گوارا نہ کیا۔ آپ حضرات دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے استقامت عطا فرمائے اور مرتے دم تک نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی نصیب فرمائے۔

آخر میں خصوصی خطاب مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ کے خلیفہ و جانشین حضرت مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ مدظلہ نے کیا کہ انسان کے پاس سب سے قیمتی دولت ایمان ہے، شیطان اس قیمتی دولت کو چھیننے کے لئے اپنے چیلوں کے ذریعے انسان کو گمراہ کرنے پر تلا ہوا ہے، اس کے چیلوں کی فہرست بہت طویل ہے جو مختلف فتنے پھیلانے کا سبب ہیں۔ ہمارے اکابرین نے تمام فتنوں کا بھرپور مقابلہ کیا خواہ وہ قادیانی فتنہ ہو یا ذکری فتنہ، پرویزی فتنہ، ہو یا منکرین حدیث کا فتنہ، گوہر شاہی ہو یا یوسف علی کذاب، غامدی ہو یا زید حامد ان سب کے خلاف زبردست مزاحمت کی اور ان فتنوں کے سامنے بند باندھ دیا اور امت کے ایمان کا دفاع کیا۔ آج تمام مسلمانوں کو چاہئے کہ علماء سے رابطہ میں رہیں، ان سے تعلق رکھیں، انشاء اللہ فتنوں سے محفوظ رہیں گے۔ ☆☆☆

قرض خواہ اور مقروض

مرسلہ: ابوفضال احمد

مسلم شریف میں ہے کہ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کا کوئی غریب آدمی مقروض تھا۔ حضرت ابو قتادہؓ اپنا قرض وصول کرنے گئے تو وہ آدمی ڈر کے مارے کہیں چھپ گیا، ایک دن ملا تو بڑی معذرت کر کے کہنے لگا کہ حضرت میں تنگدست ہوں۔

حضرت ابوقتادہؓ نے قسم دے کر پوچھا کہ واقعی تو تنگدست ہے؟ اس نے قسم کھا کر کہا: ”واقعی میں تنگدست ہوں“ تو حضرت ابوقتادہؓ نے کہا: میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جسے اس سے خوشی ہو کہ اللہ تعالیٰ اسے قیامت کی سختیوں سے نجات دے تو اسے چاہئے کہ تنگدست کو آسانی دے یا بالکل ہی معاف کر دے۔

حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ پہلے زمانہ کے ایک آدمی کا حساب کتاب کیا گیا تو اس کے نامۂ اعمال میں اس کے سوا کوئی نیکی نہ ملی کہ وہ عوام سے میل جول رکھتا تھا، اور مالدار تھا، اپنے لڑکے اور غلاموں کو حکم کیا کرتا تھا کہ وہ تنگدست آدمی سے درگزر کیا کریں۔ اس کی اس ایک نیکی پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس کے مقابلہ میں ہم درگزر کرنے کے زیادہ حق دار ہیں کہ اس سے درگزر کریں۔

اسلام نے جہاں قرض خواہ کو درگزر کرنے کی ترغیب دی ہے، وہاں مقروض کو بھی ادائیگی کا تقاضا فرمایا ہے کہ قرض لینے والے کو جلد از جلد قرض ادا کرنا چاہئے اور دنیا سے جانے سے پہلے اس بوجھ کو اپنے سر سے اتار پھینکنا چاہئے۔ ہاں قرض خواہ کو بھی تنگدست مقروض کے ساتھ خصوصی رعایت کی ترغیب دی ہے بلکہ ایسے عمل کو عبادت قرار دیا ہے، ہمیں بھی حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے عمل کی پیروی کر کے جنت کا وارث بننا چاہئے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے تعاون

شفاعت نبی اکرم ﷺ کا ذریعہ

- پوری دنیا میں قادیانیت کا تعاقب
- قادیانیوں کو دعوت اسلام
- سینکڑوں مبلغین کے ذریعہ قادیانی سرگرمیوں کا سدباب
- عدالتوں میں قادیانیت کے متعلق مقدمات کی پیروی
- سینکڑوں مساجد و مدارس کے ذریعہ مبلغین کی تیاری
- دفاتر ختم نبوت، دار التصنیف اور لائبریریوں کا قیام
- قادیانیت سے تائب ہونے والے مسلمانوں کی نگہداشت
- ہفت روزہ ختم نبوت کے ذریعہ قادیانیت کا قلمی پوسٹ مارٹم

ان تمام صدقات جاریہ میں
شرکت کے لئے زکوٰۃ، صدقات، فطرہ، عطیات

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

کو دیجیے

اپیل کنندگان

قائم مقام امیر مرکزیہ

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر

ولی کامل، مخدوم العلماء، شیخ الحدیث

مولانا عبدالمجید لدھیانوی

ناظم اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن

ترسیل زر کا پتہ

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان
فون: 061-4583486, 061-4783486
اکاؤنٹ نمبر: 3464 یو بی ایل حرم گیٹ برانچ، ملتان
جامع مسجد باب الرحمت، پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی
فون: 021-32780337 فیکس: 021-32780340
اکاؤنٹ نمبر: 8-363 اور 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ

نوٹ

مجلس کے مرکزی دفاتر میں رقوم جمع کرا کے مرکزی رسید حاصل کر سکتے ہیں۔ رقوم دیتے وقت مد کی صراحت ضروری ہے تاکہ شرعی طریقے سے مصرف میں لایا جا سکے۔